الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه

البيان

لفصاحة القرآن

هذا بيان للناس وهدى وموعظة للمتقين

قد طبع هذا الكتاب بعون الله الوهاب باهتمام محمد عبد الواحد غفر له الله لواحه

في المطبع الانتظامي في بلدة كانفور ١٣١٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

امّا بعد

کتاب سنین اسلام مؤلفہ ڈاکٹر لیٹنر مین بضمن حالات عرب لکھا ہی کہ شروع اسلام اور اس سے ۱۰۰ سو برس پہلے عربین
ایک فخر اور بھی تھا یعنی فصاحت و بلاغت چنانچہ اسمین انھون نے اس قدر اقتدار بہم پونہچایا تھا کہ ایک فصیح
صاحب تقریر جماعت کثیر کو صرف اپنے قدرت کلام سے حسب ارادے سے چاہتا تھا روک لیتا تھا اور جدھر چاہتا
پھونک دیتا تھا یہ کمال اس مرتبے پر پونہچا تھا کہ فصاحت قرآن کے لیے معجزہ ٹھہرے کلام کا اثر یہان تک
بڑھ گیا تھا کہ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا یہ جوہر انکا ذاتی تھا کہ اشرف خاندانون کے بچّے لطف زبان مثل طوطے
اور ہزار داستان کے ساتھ لیکر پیدا ہوتے تھے جب معرکۂ جنگ مین رجز خوانی سے شجاعت کے جوش و خروش
مین آجاتے تھے تو مخالفون کے جی چھوٹ جاتے تھے جب اپنے کشتون کی لاش پر نوحہ کرتے تھے تو سننے والون کے
آنسو نکل پڑتے۔ گل و بلبل کی سی عبارت آرائی تو جانتے نتھے جنگل کے صحرائی اور پہاڑون کے شکاری تھے مگر زبان
مین خدا نے وہ زور دیا تھا کہ جب اپنے ارادے پر کمر باندھکر قبیلے مین کھڑے ہوجاتے تو ہزارون کے دل ادھر
ادھر کر دیتے باوجود اسکے تکلیف اور آورد بالکل نتھی جو تھا اصل بیان اور صاف زبان تھی ایسے صاحب
کمال خطیب کہلاتے تھے اور جس قبیلے مین ایسا کوئی شخص ہوتا تھا اسکے نام سے قبیلہ نامی گرامی
تھا جبل عرفات کے نیچے مکّے کے پاس عکاظ ایک مقام کا نام ہے وہان برسوین دن بازار لگتا تھا مصد

ہوتے تھے لوگ خرید و فروخت کی چیزین لاکر ہزارون کے لین دین کرتے تھے مگر حق پوچھو تو اصل فائدہ اسمین یہی تھا کہ ایک قبیلہ بلکہ ایک گھر کی ادنی برائی یا بھلائی اس مجمع مین کھل کر فوراً تمام عربستان مین پھیل جاتی تھی ہر ایک بات کے ڈھنگ نے تکلف اور سیدھے سادے تھے مگر نہایت پرتاثیر چنانچہ جسطرح یونان مین اسی زمانے مین کشتی گیر اور شہسوار دنگل مین زور آزمائیان اور راستبازیان کیا کرتے تھے یہان شعرا طبع آزمائیان کیا کرتے تھے تمام عرب کے بدوی لوگ اور ملک ملک کے مسافر جو آئے ہوئے ہوتے تھے بڑے ذوق و شوق سے جمع ہوکر ایک میدان مین بخوشی بہ سلوب بیٹھ جاتے تھے انہین سے ایک شخص کہ اپنا نام یا کام یا مقام کچھ نہ بتلاتا تھا دفعتاً اٹھ کھڑا ہوتا تھا اور حفظ اپنے اشعار پڑھنے شروع کر دیتا تھا بنیاد ان اشعار کی بہادری جوش و خروش خونریزی فخر خاندانی رفاقت دوستانہ سخاوت مہمان نوازی نیکنامی دوامی فرحت مقام دریاؤن کی روانی جنگلون کی ویرانی کوہستان وحشتناک خوشنما جزیرے سرسبز جنگل اور ٹیلے حیوانات کی وحشت یا گھوڑون اور اونٹون کی تعریف یا عشق یا دل کی اداسی اور طبیعت کی پریشانی وغیرہ غرض اسی قسم کے مضامین پر یہ لوگ اشعار پڑھتے تھے اور فقط کلام کا اثر ان انجان لوگون سے اپنے مصنف کو ایسے بے لاگ صلے تحسین یا نفرین کے دلواتا تھا کہ تمام میلے مین ایک دھوم مچ جاتی تھی ٹولی ٹولی مین بھی تو بڑی عزت ملتی تھی یہان جو قصائد خلعت قبول پاتے تھے وہ ہرن یا بکری یا اونٹون کی جھلیون پر یا ریشمی کپڑون پر سنہرے نقش و نگار ہو کر کعبے کے دروازون پر آویزان ہوتے تھے اور مذہبیہ یا معلقہ کہلاتے تھے یہ صاحب قصیدہ کے لیے بڑا فخر ہوتا تھا اور سب قبیلون سے مبارکبادی کے خطوط آتے تھے حق پوچھو تو وہ بازار عام رائے لینے کے لیے ایک جمہوری کونسل کا جلسہ تھا غرض کعبے کی برکت یا اس شاعری کے سہانے سے اس صحرای وحشیانہ مین اس معاملۂ اتفاقی نے عجیب عجیب کام کیے ہمت اور شجاعت عام پسند ہو گئی نسب دانی اور معلومات خاندانی سے بڑھکر لوگ تاریخ دان ہو گئے خاص پسند باتین عام پسند ہو گئین ان زبان آورون کا رعب و داب عزت و وقار سب پر چھانے لگا وحشی صحرائی مل بیٹھنے سے انسانیت سیکھ گئے اور آپس کی کشاکشی بھی کم ہونے لگی پاکیزہ الفاظ فصیح محاورے نمکین اصطلاحین اور قصے حسب حال استعمال مین آنے لگے بے تکلف اور بے مبالغہ کلام مین گرمی اور زور تاثیر پیدا کرنے کا

شوق بوڑھے سے لیکر بچے تک عام ہوگیا اسی بازار کا سبب ہے کہ زبان عرب [illegible]
کے لیے وجہ تسمیہ ہین اور اُسی طرح ابتک مشہور ہین چھوٹی چھوٹی باتون کے قصّے یہان تک کہ ایک بدوی
عورت تھی جو لفظ اپنے اونٹ کو پانی پلانے مین کہا وہ بھی مشہور ہو کر گھر گھر زبان زد ہوگیا جسکو ابتک ہر شخص
جہان چاہتا ہے نظم و نثر مین کہاوت کی طرح بول جاتا ہے کہ یہ شہرت آج اخبارون مین اشتہار دینے سے بھی
نصیب نہین ہوتی انتہیٰ - اور جسٹس امیر علی صاحب اپنی کتاب ای کرٹکل اگزامنیشن آف دی لائف
انڈ ٹیچنگس آف محمد مین لکھتے ہین - جزیرہ نماے عرب کے باشندون کو فقط فن شعر اور فصاحت و بلاغت اور
علم نجوم کا شوق تھا عقدہ کے سالانہ جلسون مین شعراے عرب طبع آزمائی کی غرض سے مشاعرے کرتے
تھے اور قبائل عرب مین علی الخصوص ان قبائل مین جو عرب مین سکونت پذیر تھے اور خانہ بدوش نہ تھے
طرز حکومت ایسا تھا کہ کسیقدر شخصی اور کسیقدر جمہوری تھا اور اُنکو اپنی آزادی اور خودسری پر ہمیشہ گھمنڈ
رہتا تھا اور اسیوجہ سے علم فصاحت و بلاغت مین اُنھون نے بڑی ترقی کی تھی الغرض ان وجوہ سے
عرب کی زبان مین ایک عجب حُسن و لطافت پیدا ہو گئی تھی شعر گوئی اُنکی جان اور روح تھی یہان تک
لڑائیون مین بھی وہ آتش مزاج صحرائی اپنی عورتون کی غزلخوانی کی برکت سے دشمن پر فتحیاب ہوتے تھے
اور اُس سے انتقام لیتے تھے انتہیٰ - اب جاننا چاہیے کہ انھین لوگون مین تیئیس برس تک قرآن شریف نازل
ہوتا رہا اور اُنکے ہر قبیلے و جلسے مین علی رُوس الاشہاد عموماً لوگون کو بار بار سنایا گیا پس جسقدر قبیلے کے لوگ
تو فقط اسکی فصاحت و بلاغت ہی پر فریفتہ ہو کر مسلمان ہو گئے اور جو لوگ دولت اسلام سے مشرف
نہوے وہ بھی اسکو فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہی سمجھتے رہے کسی نے کبھی اسکی عبارت و فصاحت پہ
کوئی اعتراض نکیا من ادعیٰ فعلیہ البیان ہان کسی نے اگر اعتراض کیا تو یہی کہ یہ دلون کو ایسا موہ
لیتا ہے جیسے جادو آدمی کو بے اختیار کر دیتا ہے یا ولولون کے اُبھارنے اور شوق و منصوبون کے بڑھانے مین
یہ عمدہ اشعار سحر انگیز کا کام کرتا ہے غرض بموجب ؎ ولا عیب فیھم غیر ان سیوفھم + بھن فلول
من قراع الکتائب + کے اعتراض کیا تو یہی سب اعتراض کیا مگر کسی نے کبھی نہ کہا کہ قرآن کا فلان لفظ
غیر فصیح ہے اور فلان جملہ قبیح یا فلان معقد اور فلان غیر منعقد وغیرہ وغیرہ چنانچہ اہل قرآن کے سوا مورخین

مخالفین نے بھی ان واقعات کو اپنی تواریخ و تصانیف مین متواتر نقل کیا ہی اور بڑے بڑے علماے مسیحین نے
بھی قرآن کی عبارت و فصاحت کو بیمثل تسلیم کر لیا ہی چنانچہ ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب اپالوجی مین لکھتے
ہین باین غرض کہ اوصاف قرآن بخوبی ظاہر ہو جاوین یہ بات ناظرین کے ذہن نشین رہے کہ جس زمانے مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تھے فصاحت لسان اور صفاے بیان عرب مین بہت ترقی پر تھی اور
شعر و سخن کی بھی بڑی قدر تھی چنانچہ ایک مورخ اہل اسلام کہتا ہی کہ اعجاز قرآن صفاے بیان اور لطافت
عبارت اور تناسب فقرات مین ہی پس جو شخص اجنبی اسے تلاوت ہوتے سنتا ہی فوراً متنبہ ہو جاتا ہی کہ یہ عبارت
تمام عبارت عربیہ سے اشرف اور اولی ہی کوئی جملہ اسکا کسی عبارت مین نقل ہو اگرچہ وہ عبارت کیسی ہی لطیف
ہو مثل لعل درخشان کے ہی اور ایسا چمکتا ہی جیسے وہ جواہر جسکی جوت سے نظر خیرگی کرے اور اسکی عبارت ایسی
ہی کہ کوئی شخص ویسی تحریر نہین کر سکتا اور جب سے یہ کتاب مشہور ہوئی تمام علما و فضلا اس مین متحیر اور متعجب رہے
و اضح ہو کہ سب لوگ قرآن کو معجزہ دائمی قرار دیتے ہین اور اسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رسالت کے
اقوی دلائل گردانتے تھے اور افصح فصحاے عرب جنھین شب و روز یہی دھن رہتی تھی کہ کسیطرح عبارت آرائی
مین کمال پیدا کیجیے علی رؤس الاشہاد دعوی کرکے فرماتے تھے کہ ایک ہی سورہ اسکے مثل کی لاؤ روایت ہی کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریعت کو علانیہ لوگو پر ظاہر کیا تو جب تک ایک شخص ابن ربیعہ نامی باشندہ
یمن کافر تھا اور یہ شخص ان سات شاعرون مین سے تھا جنکے قصائد مسمی بمعلقات تبرکاً و تیمناً کعبے مین معلق تھے
اور انہین سے ایک قصیدے کی ابتدا مین یہ شعر تھا ؎ الا کل شئ ماخلا اللہ باطل ۔ وکل نعیم لا
محالہ زائل تھوڑے عرصے تک تو ایسا کوئی شاعر نکلا کہ اس بیت کے مثل کوئی شعر کہتا لاکن آخرالامر وہ سورہ
قرآن جسے سورہ براءۃ کہتے ہین کسی دروازے پر کعبے کے معلق کی گئی پس جب ابن ربیعہ نے پہلی چند آیتین
اس سورہ کی دیکھین تو ایسا متحیر و متاثر ہوا کہ کہنے لگا ایسی آیتین بے وحی الٰہی کوئی شخص نہین کہہ سکتا اور فوراً
اسلام قبول کر لیا واضح ہو کہ عرب کو جو تلاوت قرآن سے تعجب اور تحیر پیدا ہوتا ہی تو اسکی یہ وجہ ہی کہ اس کتاب کی
عبارت ایسی عمدہ ہی کہ سحر کہنا چاہیے اور یہی سبب ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نثر شعر کی خوبیون
سے مزین کی ہی اسواسطے کہ آیات مین قافیہ بندی کی ہی اور اسطرح لکھی ہی کہ کہین سلسلہ عبارت منقطع نہین ہوتا

اور اختلاف طرز تحریر سے لطف عبارت اور بھی زیادہ ہو گیا ہے چنانچہ بعض مقامات پر [illegible]
مین نہین لکھا ہے بلکہ عبارت مین رنگینی اور قافیہ بندی کی ہے جیسا کہ ایک مقام پر گویا [illegible] باری کی تصویر
کھینچی ہے کہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہے اور اپنے بندون پر قواعد و احکام نافذ فرماتا ہے [illegible] آیات جنمین نعمات بہشت
بہشت کا ذکر ہے ایسی فصیح اور شیرین ہین کہ انکے سننے سے دل بیچین ہوا جاتا ہے اور جنمین شعلہ ہائے [illegible]
اُنسے ایسی دہشت اور خوف معلوم ہوتا ہے کہ قلب ٹکڑے ہوا جاتا ہے اور یہی صاحب لکھتے ہین [illegible] لکھتا ہے کہ
من حیث الفصاحۃ والبلاغۃ قرآن افضل اور اشرف کتب ممالک مشرقیہ ہے از بسکہ باشندگان ممالک مذکورہ
کو قدیم الایام سے شعر سے ایک مذاق خاص ہے لہذا موافق انکے مذاق طبیعت کے اکثر قرآن مقفیٰ لکھا گیا ہے [illegible]
سب قائل ہین کہ یہ کتاب بکمال نفاست و لطافت عبارت محاورہ قبیلہ قریش مین جو اعلیٰ اور اشرف قبائل
تھا لکھی گئی ہے لیکن بعض مقامات پر اور قبیلے کے محاورات بھی لکھے ہین اگرچہ یہ امر بہت شاذ و نادر ہے
کلادیب یہ کتاب زبان عرب کی محک ہے اور مضامین عالیہ اور استعارات لطیفہ سے مملو ہے اور اگرچہ بعض مقامات
اسکی عبارت مبہم ہے اور درجہ تعلی کو پہنچ گئی ہے تاہم اکثر عبارات و مضامین ایسے عالی اور موثر ہین کہ مصداق
قول گوئٹہ ہین مورخ موصوف مشہور کہتا ہے کہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ پہلے تو پڑھنے والے کو اسکی عبارت سست
اور بے لطف معلوم ہوتی ہے لیکن بعد ازان اُسکی خوبیون پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور آخر الامر اُسکی خوبصورتیون پر
ایسا شیفتہ ہو جاتا ہے کہ تاب ضبط نہین باقی رہتی انتہی ۔ اور گاڈفری ہگنس نے ویٹ صاحب کا قول لکھا ہے کہ اس
الہام یعنی قرآن کی عمدہ عبارت اور اُسکے جملون کا سیل اور بلندی خیالات کو سب نے تسلیم کیا ہے پھر اسکا قول ہے
کہ قرآن کی اصل خوبی کے ہم منکر نہین ہین ہم اسکی عبارت کو عموماً خوشنما اور اکثر فائق مانتے ہین جیسا موصوف
لکھتے ہین کہ اسکو پریڈوکس نے بھی تصدیق کیا ہے جسکا یہ قول ہے یہ تسلیم کرنا ضرور ہے کہ قرآن کی عبارت اور
زبان عربی زبان کی عمدگی کا نمونہ ہے اور مدرس سکندر فریزر ٹیلر نے اپنی لب التواریخ مین لکھا ہے یہ عجیب بات
ہے کہ اس کتاب کی عبارت ایسی شستہ و رفتہ ہے کہ زبان عربی کے لیے ایک نمونہ ٹھہرا اور محمد نے اپنی نبوت
کی صداقت کے لیے مخصوص اسکی عبارت پر بنیاد ڈالی اور دوسرے آثار نبوت کے فقدان مین اُسنے اپنی
بے علمی کو قرآن کی عبارت سے نسبت دیکر دعویٰ مصمم کیا کہ اعجاز کے لیے قرآن کی عبارت کافی ہے

[illegible] چونکہ قرآن [illegible] عبارت کہین فصیح اور کہین غیر فصیح [illegible] کہین موافق روزمرہ اور کہین اس سے بڑھی ہوئی اور کہین مبہم اور کہین مہمل معلوم ہوتی ۱۲

اور مسٹر ایڈورڈ گبن نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ قرآن کی بہت سی نقلون سے بڑی ہی اعجاز کا سا خاصہ
یگانگیت اور عدم قابلیت تحریف کا ستمن ثابت ہوتا ہی - اور مسٹر کارلائل کا بیان ہی کہ یہ کتاب یعنی قرآن
سب سے اول اور سب سے اخیر جو محمد گیا ن مین وہ اپنے مین رکھتا ہی اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہی بلکہ در اصل
ہر قسم کے وصف کی بنا صرف اُسی سے ہو سکتی ہی اور خطبات احمدیہ مین ہی کہ ایک اور مصنف نے کوارٹرلی
ریویو مین قرآن مجید کی نسبت یہ مضمون لکھا ہی کہ ان تبدلات مضامین مین جو مثل برق کے تیز و طرار ہین
اس کتاب کی ایک نہایت بڑی خوبصورتی پائی جاتی ہی اور گوتھ کا یہ قول بجا ہی کہ جسقدر ہم اُسکے قریب
پہونچتے ہین اپنی اُسپر زیادہ غور کرتے ہین وہ ہمیشہ دور کھینچتی جاتی ہی یعنی زیادہ اعلی معلوم ہوتی ہی وہ بتدریج
فریفتہ کرتی ہی پھر متعجب کرتی ہی اور آخر کار فرحت آمیز تحیر مین ڈالدیتی ہی وہی مصنف ایک اور مقام پر لکھتا ہی
کہ شادی اور غم اور محبت اور بہادری اور جوش کے وہ عظیم الشان اظہارات جنکی محض آوازہای بازگشت اب
ہمارے کانون پر اثر کرتی ہین محمد کے وقت مین پوری پوری آواز رکھتے تھے اور محمد کو سب سے زیادہ نامی اور گرامی
لوگون سے کچھ ہمسری ہی کرنی نہین پڑی تھی بلکہ اُنپر فوقیت حاصل کرنی تھی اور اپنے کلام کو اپنی رسالت
کی علامت اور دلیل گردانا پڑا تھا ایک اور مقام پر یہی مصنف لکھتا ہی کہ ہم دفعتًا اور از راہ ترجیح اس عجیب کتاب
کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہین جسکی اعانت سے عربون نے سکندر اعظم کے جہان سے بڑا جہان اور روم
کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کر لی اور جسقدر زمانہ کہ روم کو اپنی فتوحات حاصل کرنے مین درکار ہوا تھا
اُسکا دسوان حصہ بھی نہ لگا یہ ایسی کتاب ہی جسکی اعانت سے جملہ بنی سام مین یہی لوگ بحیثیت سلاطین یورپ
مین آئے تھے جہان کہ اہل فنیشیا تاجرون کی حیثیت سے اور یہود پناہ گیرون یا قیدیون کیطرح پر آئے تھے یہی
لوگ جبکہ تاریکی محیط ہو رہی تھی یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندہ کرنے اور اہل مغرب اور اہل مشرق کو فلسفہ
طب ہیئت نظم لکھنے کا خوشنما اور عجیب فن سکھلانے اور علوم جدیدہ کے بانی مبانی ہوے تھے
اور ہم لوگون کو غرناطہ کی تباہی کے دن پر ہمیشہ کے واسطے رولانے کو آئے تھے اور مسٹر سیل اسطرح پر
لکھتے ہین کہ یہ بات علی العموم مسلم ہی کہ قرآن قریش کی زبان مین جو جملہ اقوام عرب مین شریف ترین اور
مہذب ترین قوم ہی انتہا کی لطیف اور پاکیزہ زبان مین لکھا گیا ہی لیکن اور زبانون کی بھی کسیقدر آمیزش

ہے گو وہ آمیزش بہت ہی قلیل ہے وہ لاکلام عربی زبان کا نمونہ ہے اور زیادہ تر اُنکے عقیدے کے لوگون کا یہ قول ہے
اور نیز اس کتاب سے بھی ثابت ہے کہ کوئی انسان اسکا مثل نہین لکھہ سکتا اور اسی واسطے اسکو لا زوال معجزہ
قرار دیا ہے جو مردے کے زندہ کرنے سے بڑھکر ہے اور تمام دنیا کو اپنی ربانی لا اصل ہونیکا ثبوت دینے کے
لیے اکیلا کافی ہے اور خود محمد صلعم نے بھی اپنی رسالت کے ثبوت کے لیے اسی معجزے کی طرف رجوع کیا تھا
اور بڑے بڑے فصحاے عرب کو (جہان کہ اُس زمانے مین اس قسم کے ہزارہا آدمی موجود تھے جنکا محض
یہ شغل اور حوصلہ تھا کہ طرز تحریر اور عبارت آرائی کی لطافت مین لائق اور فائق ہو جاوین) علانیہ کہلا بھیجا تھا
کہ اسکے مقابلے کی ایک سورۃ بھی بنا دو اس بات کے اظہار کے واسطے کہ اس کتاب کی خوبی تحریر کی اُن ذی لیاقت
لوگون نے دراصل تعریف و توصیف کی تھی جنکا اس کام مین مبصر ہونا مسلم ہے ہوشیار مثالون کی ایک مثال کو
بیان کرتا ہون لبید بن ربیعہ کا ایک قصیدہ (جو محمد صلعم کے زمانے مین سب سے بڑے زبان آور ون مین
تھا) خانہ کعبہ کے دروازے پر چسپان تھا (یہ رتبہ نہایت اعلیٰ تصنیف کے واسطے مرعی تھا) اور کسی شاعر کو
اسکے مقابلے مین کسی اپنی تصنیفات کو پیش کرنے کی جرأت نہوتی تھی لیکن جبکہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد
قرآن کی دوسری سورۃ کی آیتین اُسکے مقابلے مین لگائی گئین تو خود لبید (جو اُس زمانے مین مشرکین مین
سے تھا) شروع ہی کی آیت پڑھکر بحر تحیر مین غوطہ زن ہوا اور فی الفور مذہب اسلام قبول کرلیا اور بیان کیا
کہ ایسے الفاظ صرف نبی ہی کی زبان سے برآمد ہوسکتے ہین قرآن کا طرز تحریر عموماً خوشنما اور روان ہے بالخصوص
اُسجگہ جہان کہ وہ پیغمبرانہ وضع اور توریتی جملون کو نقل کرتا ہے وہ مختصر اور بعض مقامات مین مبہم ہے اور مشرقی
ڈھنگ کے موافق پرحیرت کی صنعتون سے مرصع اور روشن اور پرمعنی جملون سے مزین ہے اور اکثر جگہ اور
علی الخصوص اُس مقام پر جہان کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و اوصاف کا بیان ہے نہایت عالی درجہ اور رفیع الشان
ہے انتہی۔ اور جسٹس امیر علی اپنی کتاب لائف انڈ ٹیچنگس آف محمد مین لکھتے ہین فصاحت و بلاغت مین تو
یونانی بھی عرب پر گوے سبقت نہین لیگئے اور علم معانی و بیان کے قواعد کو اُنھون نے ایسا مرتب و منضبط
کردیا کہ کسی قوم نے نہین کیا قبائل عرب کے باہمی نفاق اور حسد کی وجہ سے اُنکے محاورات مین اختلاف
تو باقی رہا مگر ایک وسیع قومی زبان اُنکی پیدا ہوگئی جو حجاز مین بولی جاتی ہے اور ہر سال مقام عکاظ مین تمام قبائل

سورۂ بقرہ ۲۵ محمود

عرب کے جمع ہونے سے اور شعرای عرب کے باہمی مباحثون اور مشاعرون سے زبان عربی ایک باقاعدہ اور لطیف وسلیس زبان ہوگئی مگر بقول ایک مورخ جرمنی کے کہ عربی زبان کو جس چیز نے ایک باقاعدہ اور مضبوط بنیاد پر قائم کردیا اور باقی رکھا وہ قرآن مجید ہی اور یہ وہ کتاب ہی جسکی برکت سی عرب نے اتنے ملکون کو فتح کرلیا جو اسکندر اعظم کی مملکت سی عظیم تر اور سلطنت قاہرہ رومیۃ الکبریٰ سے وسیع تر تھا اور جن ممالک کو اسکندر اعظم اور رومیون نے صدہا برس مین فتح کیا تھا انکو عرب نے دس بارہ برس مین مسخر کرلیا اور یہ وہ کتاب ہی جسکی برکت سے تمام اولاد سام بن نوح مین سے صرف عرب نے یورپ مین اگر سلطنت کی جہان اہل فنشیا سوداگر بنکر اور یہود مفرور اور مسافر بنکر رہے تھے اور یورپ مین سلطنت کی تو کیونکر کی کہ علم کا چراغ روشن کرکے تمام دنیا کو دکھا دیا اور جس زمانے مین ظلمت جہالت تمام یورپ پر چھائی ہوئی تھی اُس زمانے مین عرب ہی نے یونان کے علم وحکمت کو دوبارہ زندہ کیا اور فلسفہ وطب وہیئت اور شعر وسخن ایشیا ویورپ دونون اقلیمون کو سکھایا اور اندلس کو گہوارۂ علوم جدیدہ بناکر غرناطہ دار العلوم کے زوال وبربادی پر آیندہ کی نسلون کو خون کے آنسو رولایا قرآن کی حقیقت کیا بیان کیجائے کہ وہ کیسی کتاب ہے اور اُسمین سادگی کے ساتھ کسقدر بلند پروازی کی ہی اور اُسکی عبارت کیسی فصیح وبلیغ ہی اور مضامین کیسے عالی ولطیف وپاکیزہ ہین اور کیسے استعارات سے مملو ہی اور کیسے کیسے مضامین آبدار صاف عقدہ دار چمک رہے ہین جنسے ثابت ہوتا ہی کہ ایک ناصح امین نصیحت کر رہا ہی اور ایک حکیم فلسفی اسرار وغوامض حکمت الٰہی بیان کر رہا ہی اور ایک ستم رسیدہ محب وطن کس جوش وخروش اور ولولۂ دل [illegible] سے اپنی قوم کی بداعمالی اور ذلت وخواری پر زجر وتوبیخ کر رہا ہی اور ان سب امور کے ساتھ ہی خداوند عالم وعالمیان ایک عبد صالح کے ذریعے اُن اصول حقہ کو جنپر کل عالم اخلاق کا دارومدار ہے کیونکر ظاہر کر رہا ہی اور جو رعب وہیبت احکام قرآنی سنکر اُس زمانے کے بڑے بڑے شعرای عظام کے دل پر طاری ہوتا تھا اُس سے ثابت ہوتا ہی کہ اس کلام پاک کی کیسی قوی تاثیر اُس قوم پر ہوئی تھی گو قرآن مجید کی آیات اس وجہ سے متفرق اور پریشان معلوم ہوتی ہین کہ مختلف اوقات مین نازل ہوئین اور اُن ساعات مین نازل ہوئین جبکہ کفار طرح طرح کی ایذائین اور [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچا رہے تھے یا جب آپ میدان کارزار مین مصروف جہاد تھے یا صرف مقاصد عملی کے لیے نازل ہوئی تھین تاہم قرآن مجید مین ایک قوت اور متانت اور ایک جوش وولولہ ایسا پایا جاتا ہی جس سے

صاف اِس آیت قرآنی ہدایت کی تصدیق ہوتی ہو وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى یا جیسے کہ ایک
فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہی شعر در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + ہرچہ استادِ ازل گفت ہمان میگویم + اس
زمانے مین اہل یورپ کی عادت پڑگئی ہی کہ قرآن مجید کا استخفاف و استہجان کرتے ہین اور فصاحت بیانی اور عالی
مضمونی کے اعتبار سے اُسکو ادنیٰ ادنیٰ یونانی اور لاطینی کتابون سے بھی کم سمجھتے ہین اسلیے اس مقام پر ہم
وو دش صاحب مورخ کا کلام بجنسہ نقل کرتے ہین تاکہ ہماری یہ رائے تعصب مذہبی پر نہ محمول کیجاے وہ فرماتے
ہین کہ وہ کلمات رنج و راحت اور عشق و محبت اور ہمت و شجاعت اور غیظ و غضب جنکی کچھ خفیف سی صدائین
اب ہمارے کان مین آتی ہین پیغمبر اسلام کے زمانے مین بہت پُر معنی اور پُر تاثیر کلمات تھے اور آپ کو افصح الفصحا اور
ابلغ البلغا سے صرف برابری نہین کرنی پڑی بلکہ اُنپر فوق لیجانا پڑا اور جو کچھ آپ فرماتے تھے اُسکی فصاحت و
بلاغت کو اپنے دعویِ رسالت کی دلیل گردانا پڑا آپکے پیشتر کے شعرا نے عاشقانہ اشعار بہت کہے تھے
چنانچہ عنترہ نے جسکے عشق کا حال ایک بہت مشہور داستان مین لکھا ہو اور امرء القیس نے جسکو آنحضرت
صلعم نے پیشواے شعراے عرب مگر رہنماے اہل جہنم فرمایا ہی نہایت عالی اور آبدار مضامین عشقیہ نظم کیے اور شراب
و کباب اور معشوقان ماہ وش و سیمین تن کی تعریف مین فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے مگر آنحضرت صلعم
نے عاشقانہ مضامین نہین نظم کیے نہ کوئی عاشقانہ غزل کہی اس دنیاے فانی کے رنج و راحت نہ عرب کی
شمشیر آبدار و شتر بے مہار نہ عرب کے رشک و حسد اور خواہش انتقام نہ کسی قوم و قبیلے کے آبا و اجداد کی شجاعت
و جوانمردی نظم کی نہ کوئی ایسا مضمون فرمایا جس سے معلوم ہو کہ آپ کے نزدیک وجود بشر کی کوئی حقیقت ہی نہین
ہی اور انسان کے لیے فناے محض و مطلق ہی الغرض آپنے لوگون کو شعر و سخن نہین سکھایا بلکہ اسلام سکھایا اور کیونکر
سکھایا کہ زمین و آسمان کو شق کر کے جنت و نار کو مجسم کر کے دکھا دیا لقولہ تعالیٰ وَمَا هُوَ بِسَاعٍ عَنْ مَجْنُوْنٍ دوش صاحب
کی تقریر اخبار کوارٹرلی ریویو صفحہ ۲۷ مین ملاحظہ ہو اور اُسی مین یہ صاحب فرماتے ہین - پروفیسر مارس صاحب مرحوم
کا قول ہی کہ کوئی چیز عیسائیان روم کو اُس ضلالت و غوایت کے خندق سے نہ نکال سکتی تھی جس مین وہ گرے
تھے سواے اُس آواز کے جو سرزمین عرب مین غار حرا سے آئی اُسی آواز نے اعلاء کلمۃ اللہ دنیا مین کیا جس سے
یونانی انکار کرتے جاتے تھے اور اعلاء کلمۃ اللہ ایسے عالی پیرایے مین کیا کہ اُس سے بہتر ممکن نتھا سچ ہی ع

اُترکر حسے اسے شوقِ قوم آیا + اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا + آب ان حضرات کی ان تصریحات و تصنیفات کے سوا یہ بھی جاننا چاہیے کہ بہت سے عربی دان عیسائیون نے قرآن شریف کا ترجمہ روسی و فرانسیسی و جرمنی و انگریزی وغیرہ مین کیا ہی لیکن کبھی کسی نے اسکی فصاحت و بلاغت پر کچھ چون و چرا نکیا بلکہ جرمن و فرانس کے لوگون نے تو قرآن کو عربی کی ایک ایسی بےمثل فصیح و جلیل الشان کتاب سمجھا ہی کہ جو لوگ وہان عربی سیکھتے ہین اُنکی کتب نصابیہ مین اسکو داخل کیا ہی غرض مخالفین قرآن سے بھی قرآن کی فصاحت و بلاغت وغیرہ برابر منقول ہوتی چلی آتی ہی ع فالفضل ما شهدت به الاعداء + دیکھیے بالفعل لنڈن مین مسٹر سیل نے بطور ڈکشنری قرآن ایک کتاب مسمی بسلک البیان فی مناقب القرآن لکھی ہی اور اُسمین اسکے ہر ہر لفظ کی تحقیق کی ہی لیکن کہین کسی لفظ کی عدم فصاحت وغیرہ کی بابت کچھ نہین لکھا ہی پس جب ان مخالفین و نکتہ چین لوگون نے بھی اسکی عبارت و عربیت کو بےمثل تسلیم کر لیا ہی تو اب اسپر کون مُنہ آسکتا ہے خصوصًا کوئی عیسائی بمقابل اپنے ان بزرگوار و اکابر کے کیونکر دَم مار سکتا او لب ہلا سکتا ہی ؎ مگس نہ دعوی پروانگی لب فرو بندد + چو جبرئیل درآید ببال جنبانی + لیکن باوجود اسکے بھی آجکل کے بعض متنصرہ جنکو عربی کے سوا اُردو اپنی مادری زبان بھی نہین آتی اور معمولی درسی کتابون کی عبارت بھی صحیح نہین پڑھی جاتی بموجب من لم یحسن الفقه فقد صنف فیه کتابًا کے اُنھون نے قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت پر اعتراض کرنے کو اپنا مایۂ فخر و سرمایۂ قابلیت و امتیاز سمجھا ہی چنانچہ ایک صاحب نے اپنے رسالہ نا تمام المسماة بمنفحة الاسلام مین یہ لکھا ہی قعه ۸۸ حمد حمین پیرای گُن فکان و رنگین فرماے شقائق نعمان و نگار آرای گل و ریحان کے بعد عاصی حسن علی منظر مدعا ہی کہ علمای دین محمدیہ سطر گیارھوین بارھوین صفحہ دسوان مختصر المعانی مطبوعہ مطبع احمدی کو ملاحظہ فرمائین والضابطة ههنا ان کل ما یعده الذوق الصحیح ثقیلًا متعسر النطق فهو متنافر سواء کان من قرب المخارج او بعدها او غیر ذلک تنافر کی شناخت کے لیے یہ ضابطہ بیان کیا ہی کہ جو ذوق صحیح تنافر کُل کو ثقیلًا متعسر النطق کے لیے شمار کرے پس وہی متنافر ہی برابر ہی کہ متنافر قرب المخارج سے ہو یعنی جو حروف کہ ایک مخرج سے نکلے ہون وہ قریب قریب ہون یا بعید بعید امثلہ قرب المخارج نحو اعهد سورہ یٰس ع سورہ آل عمران ع

عہد احد اخذ اعداء اعلون آخری اعقاب اغنیاء اخرجوا اخزیت أعدت اخلق
سورۃ البقرۃ ع اخراج اہلہ احق اعجب اعلوا حل اخطأنا اغرقنا سورۃ النساء ع اعرضوا
أحصین اعتدنا اخوات أعِد آخرتنا احسانا سورۃ الانعام ع اعید اہواء احسن احب
سورۃ المائدۃ ع احیاء سورۃ الہود ع اہلک اعوذ احکم اعظ اعین اخاف اعمال امثلہ
بُعد المخارج نحو اسرع سورۃ الانعام ع سورۂ یونس ع اسرع استعجال سورۃ البقرۃ ع اتخذ
عہدو اتخاذ انعمت اضعافا اکراہ ابتغاء اصلاح اصحب اخرۃ اربعۃ اشہر افرغ
ہٰذہ اطعنا اتخذوہ اب انصاف فرمائے کے امثلہ مسطور الصدر سواء من قرب المخارج او بُعد ہا عبارت
علامہ التفتازانی قبول فرمائین ورنہ صاف صاف مطلب مع امثلہ بزبان اردو تحریر فرمائین **اقول**
مشہور ہی کہ یہ پادری صاحب لکھنؤ کے رہنے والے ہین اور مدت تک ڈونٹی کالج الہ آباد کے پروفیسر رہے
یا پادری ہوپر صاحب کے نیچے کچھ کام کرتے رہے ہین اور یہان کلکتے مین بھی ایک معزز پیچر بلکہ بہت سے
پیچرون کے افسر ہین لیکن باوجود اسکے بھی نہ تو پادری صاحب عربی سمجھتے ہین، ورنہ اردو جانتے ہین ع
بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا + جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا ع چو بانگ دہل ہولم از دور بود بعینہ
ورم عیب مستور بود + کیونکہ پادری صاحب نے مختصر المعانی سے جو ضابطہ نقل کیا ہی اور بزعم خود اسکا خلاصہ
بھی لکھا ہی وہ ایسے بھونڈے طور پر لکھا ہی کہ نہ تو اس سے پادری صاحب کا کوئی مطلب حاصل ہوتا ہی اور نہ انکے
مخالفین پر کوئی الزام عائد ہوتا ہی بلکہ یہ خلاصہ انھین سے کچھ مطالبہ کرتا ہی کما سیأتی ع فکنت
ارٰی زیدا کما قیل سیدا + اذا انہ عبد القفا واللہازم + جاننا چاہیے کہ قرآن شریف کا
یہ بھی ایک معجزہ ہی کہ جو اسکے معارضے کے لیے کچھ لب ہلاتا ہی وہ آسان سے آسان کامون مین بھی مخبوط
و مبہوت ہو جاتا ہی دیکھیے شفاء قاضی عیاض مین لکھا ہی کان یحیی بن حکیم الغزال بلیغ الاندلس
في زمنه فحكي انه رام شيئا من هذا (اي معارضة القران) فنظر في سورة الاخلاص
ليأتي على اسلوبها وينظم الكلام على منوالها قال فاعترتني منه خشية ورقة حملتني
على التوبة والانابة انتهى وسيأتي ما حكي عن ابن المقفع بناء عليه پادری صاحب بھی اپنی اس

آسان تحریر مین مخبوط ہوکر ایسے سخت مغلطے مین پھنسے کہ جس سے اب کسی طرح نہین نکل سکتے چنانچہ ہم
اُسکو کچھ ملخصاً لکھتے اور تلخیصاً بیان کرتے ہین جاننا چاہیے کہ صاحب مختصر المعانی نے پہلے فصاحت کے
معنی لکھے اور اُسکے بعد فرمایا کہ کلمہ اور کلام اور متکلم تینون فصاحت سے موصوف ہوا کرتے ہین مثلاً کہا کرتے
ہین کہ یہ کلمہ فصیح ہی اور یہ کلام اور قصیدہ فصیح ہی اور یہ متکلم یا کاتب یا ناظم و شاعر فصیح ہی اسکے بعد مفرد یعنی
کلمے کی فصاحت کی تعریف شروع کی اور یہ فرمایا فالفصاحة فی المفرد خلوصه من تنافر الحروف
والغرابة ومخالفة القیاس اللغوی یعنے فصاحت مفرد مین تنافر حروف اور غرابت لفظی اور مخالفت
قیاس لغوی سے اُسکا خالص و خالی ہونا ہی اسکے بعد تعریف فصاحت مفرد مین جو لفظ تنافر واقع ہی اُسکی
یہ تفسیر کی فالتنافر وصف فی الکلمة یوجب ثقلها علی اللسان وعسر النطق بها یعنی تنافر
کلمے مین ایک وصف ہی جسکے سبب سے وہ کلمہ زبان پر بھاری ہوجاتا ہی یعنے اُسکا تلفظ گران و مشکل ہوتا ہی اسکے
بعد لفظ مستشزرات کو اسکی نظیر مین دکھلانے کے لیے امرء القیس کے اس شعر کو نقل کیا غدائرها
مستشزرات الی العلی ✦ تضل العقاص فی مثنی و مرسل اسکے بعد اُس ضابطے کو جسے یادری صاحب نے
محض بے رابطہ نقل کیا ہی و بزعم تخصیص و تلخیص کے اُسکا خلاصہ بھی لکھا ہی تحریر فرمایا والضابطة ههنا ان کل
ما یعده الذوق الصحیح ثقیلا متعسر النطق فهو متنافر سواء کان من قرب المخارج او
بعدها او غیر ذلك علی ما صرح به ابن الاثیر فی المثل السائر یعنے متنافر کی معرفت کا یہ ضابطہ
ہی کہ جسکو ذوق صحیح ثقیل و متعسر النطق سمجھے وہی متنافر ہی عام ازین کہ قُرب مخارج سے ہو یا بُعد مخارج سے یا انکے سوا
اور کسی امر سے خلاصہ یہ کہ امر منافرت قُرب مخارج و بُعد مخارج وغیرہ پر موقوف نہین ہی بلکہ اسکا مدار فقط
اہل لسان کے ذوق صحیح پر ہی چنانچہ اس امر کی تائید اسی ضابطے کی تکمیل و تفصیل مین خود مصنف رح نے
مطول مین اسطرح سے کی قال ابن الاثیر لیس التنافر بسبب بُعد المخارج وان الانتقال
من احدهما الی الآخر کالطفرة ولا بسبب قُربها وان الانتقال من احدهما الی الآخر
کالمشی فی القید لانا نجد غیر متنافر من القریب المخارج کالجیش والشجی وفی التنزیل
الم اعهد ومن البعیدة ما هو بخلافه کملع بخلاف علم ولیس ذلك ان الاخراج من

الحلق الی الشفة ایسر من ادخاله من الشفة الی الحلق لما نجد من حسن غلب و بلغ وحلو و
ملح بل هذا امر ذوقی فکل ما عده الذوق الصحیح ثقیلا متعسر النطق فهو متنافر سواء
کان من قرب المخارج او بعدها و لهذا اکتفی المصنف بالتمثیل و لم یتعرض لتحقیقه وبیان
سببه لتعذر ضبطه فالاولی ان یحال الی سلامة الذوق انتہی اور مصنف کا ماخذ المثل
السائر میں علامہ ابن الاثیر یہ فرماتے ہیں و اعلم ایها الناظر فی کتابی هذا ان مدار علم البیان
علی حاکم الذوق السلیم وهو انفع من ذوق التعلیم وفیه الذوق السلیم هی الحاکمة
فی هذا المقام بحسن ما یحسن من الالفاظ و قبح ما یقبح و سا ضرب لك فی هذا مثالا
فاقول اذا سئلت عن لفظة من الالفاظ وقیل لك ما تقول فی هذه اللفظة احسنة
هی ام قبیحة فانی لا اراك عند ذلك الا تفتی بحسنها او بقبحها علی الفور و لو کنت
لا تفتی بذلك حتی تقول للسائل اصبر علی الی ان اعتبر مخارج حروفها ثم افتك
بعد ذلك بما فیها من حسن او قبح لصح لابن سنان ما ذهب الیه من جعل مخارج الحروف
المتباعدة شرطا فی اختیار الالفاظ وانما شذ عنه الاصل فی ذلك وهو ان الحسن من
الالفاظ یکون متباعد المخارج فحسن الالفاظ اذا لیس معلوما من تباعد المخرج وانما
علم قبل العلم بمخارجها وکل هذا راجع الی ذوق الفطرة السلیمة فاذا استحسنت لفظا او
استقبحته وجد ما تستحسنه متباعد المخارج وما تستقبحه متقارب المخارج
فاستحسانها و استقباحها انما هو قبل اعتبار المخارج لا بعده علی ان هذه قاعدة
قد شذ عنها شواذ کثیرة لانه قد یجیء من المتقارب المخارج ما هو حسن رائق الا تری
ان الجیم والشین والیاء مخارجها متقاربة وهی من وسط اللسان بینه وبین الحنك
وتسمی ثلاثتها الشجریة واذا ترکب منها شیء من الالفاظ جاء حسنا رائقا فان قیل جیش
کانت لفظة محمودة وان قدمت الشین علی الجیم فقیل شجی کانت ایضا لفظة محمودة
ومما هو اقرب مخرجا من ذلك الباء والمیم والفاء وثلاثتها من الشفة تسمی

الشفهية واذا نظم منها شيء من الالفاظ كان جميلا حسنا كقولنا فم فهذه اللفظة من حرفين هما الفاء والميم وكقولنا ذقته بفمي وهذه اللفظة مؤلفة من الثلاثة بجملتها وكلاهما حسن لا عيب فيه وقد ورد من المتباعد المخارج شيء قبيح ايضا ولو كان التباعد سببا للحسن لما كان سببا للقبح اذ هما ضدان لا يجتمعان ومن ذلك انه يقال ملع اذا عدى فالميم من الشفة والعين من الحروف الحلق واللام من وسط اللسان وكل ذلك متباعد ومع هذا فان لفظة مكروهة الاستعمال ينبوء الذوق السليم عنها ولا يستعملها من عنده معرفة بفن الفصاحة وههنا نكتة غريبة وهو انا اذا عكسنا حروف هذه اللفظة صارت علم وعند ذلك يكون حسنة لا مزيد على حسنها وما ندري كيف صار ذلك القبح حسنا لانه لم يتغير من مخارجها شيئا وذلك ان اللام لم تزل وسط والعين والميم يكنفانها من جانبيها ولو كان مخارج الحروف معتبرا في الحسن والقبح لما تغيرت من ملع وعلم فان قيل ان اخراج الحروف من الحلق الى الشفة ايسر من ادخالها من الشفة الى الحلق فان ذلك انحدار وهذا صعود والانحدار اسهل من الصعود قلت في جواب ذلك اني اقول لو استمر لك هذا لصح ما ذهبت اليه لكنا نرى ما اذا عكست حروفه من الشفة الى الحلق او من وسط اللسان والباء من الشفة واذا عكسنا ذلك صار ابلغ وكلاهما حسن مليح وكذلك تقول حلم من الحلم وهو الاناءة فاذا عكسنا هذه اللفظة صارت ملح على وزن فعل بفتح الفاء وضم العين وكلاهما ايضا حسن مليح وكذلك تقول عقر ورقع وعرف وفرع وحلف وفلح وقلم وملق وكلم وملك ولو شئت لاوردت من ذلك شيئا كثيرا تضيق عنه هذه الاوراق ولو كان ما ذكرته مطردا لكان عكسنا هذه الالفاظ صير حسنها قبحها وليس الامر كذلك انتهى اسکا خلاصہ یہ ہے کہ تنافر قرب مخرج اور بُعد مخرج کے سبب سے نہیں ہے کیونکہ قریب المخارج مین مثل جیش اور شجی کے اور قرآن شریف مین الم اعہد کو مین بغیر تنافر پاتا ہون

اور بعید المخارج مین مثل ملع کے اسکے خلاف پاتا ہون اور متنافر اسپر بھی موقوف نہین ہے کہ اخراج
حلق سے طرف شفت کو ایسر یعنی آسان ہو بہ نسبت ادخال اُسکے شفت سے طرف حلق کے کیونکہ غلب
اور بلغ اور حلم اور ملح مین باوجود اسکے بھی مین تنافر نہین پاتا بلکہ انکو فصیح دیکھتا ہون غرض یہ امر فصاحت
ومنافرت نہ اس پر موقوف ہے اور نہ اُسپر بلکہ یہ ایک امر ذوقی ہے پس جسکو ذوق صحیح اہل لسان ثقیل و متعسر النطق
سمجھین وہی متنافر ہے عام ازین کہ قرب مخارج سے ہو یا بعد مخارج سے پس ثابت ہوا کہ امر فصاحت و منافرت
وعدم منافرت وغیرہ مین اہل لسان کے ذوق صحیح اور اُنکے فصحا و بلغا کے استعمال و محاورہ کا اعتبار ہے لا غیر
کما قال فی المطول فی فصاحۃ الفاظ العربیۃ وعلامتہا واعلم انہ لما کانت الفصاحۃ
عندہم یقال لکون اللفظ جاریا علی القوانین المستنبطۃ من استقراء کلامھم
کثیر الاستعمال علی لسنۃ العرب الموثوق بعربیتھم وقال العلامۃ الختائی فی
حاشیۃ مختصر المعانی ان الفصاحۃ عندھم کون اللفظ جاریا علی القوانین المستنبطۃ
من استقراء کلامھم کثیر الاستعمال علی لسنۃ العرب الموثوق بعربیتھم وقال فی
المفتاح الفصاحۃ ھی ان یکون اللفظ عربیۃ اصلیۃ وعلامۃ ذلک ان یکون الکلمۃ
علی لسنۃ الفصحاء الموثوق بعربیتھم ودرأ استعمالھم لھا اکثر وفی الایضاح
ثم علامۃ کون الکلمۃ فصیحۃ ان یکون استعمال العرب الموثوق بعربیتھم لھا
اکثر وفی المبلغۃ فی اصول اللغۃ ان مدار الفصاحۃ فی الکلمۃ علی کثرۃ استعمال العرب
لھا ومثلہ قال القزوینی فی الایضاح ولاشک ان ذلک ھو مدار الفصاحۃ وفیہ والتحقیق
ان المخل ھو قلۃ الاستعمال وحدھا انتھی ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ الفاظ فصیحہ وہی ہین کہ جو عرب
عرباکے فصحا و بلغا کے محاورات واستعمال مین بکثرت متداول ہون اور جو قلیل الاستعمال ہین وہی مخل
فی الفصاحۃ ہین پس مطابق اسکے اب دیکھنا چاہیے کہ ان الفاظ قرآنیہ موردہ پادری صاحب کو عرب
عرباکے فصحا و بلغا نے متنافر ومعقد ومخالف من قوانین الفصاحۃ سمجھا ہے یا بجسب اذواق صحیحہ اپنے
اُنکو صحیح و فصیح سمجھکر اپنے خطب واشعار و قصائد و اراجیز وغیرہ مین بلا تردد و نکیر بکثرت استعمال کیا ہے

اما الاولی فباطل جدا واما الثانی فلا ریب فیہ حیث قال الراغب فی مفرداتہ الفاظ القرآن هو لب کلام العرب وزبدتہ وکرائمہ وعلیها اعتماد الفقهاء والحکماء فی احکامهم وحکمهم والیها مفزع حذاق الشعراء والبلغاء فی نظمهم ونثرهم وما عداها وما عدا الالفاظ المتفرعات عنها والمنتقاة منها هو بالاضافة الیها کالقشور والنوی بالاضافة الی اطائب الثمرة وکالحثالة والتبن بالنسبة الی لبوب الحنطة انتهی ولهذا قال العلامة السیوطی فی الاتقان وکتاب اللہ سبحانہ لو نزعت منہ لفظة ثم ادیر لسان العرب علی لفظة احسن منها لم توجد انتهی وقال ابن خالویہ الذی هو من ائمة العربیة واللغة قد اجمع الناس جمیعا ان اللغة اذا وردت فی القرآن فهی افصح مما فی غیر القرآن لا اختلاف فی ذلک انتهی ان سب کا خلاصہ ہی کہ الفاظ قرآنی تمامی الفاظ سے بڑھکر فصیح ہین وقال فی المثل السائر فیما ینبغی للادیب الماهر والکاتب والشاعر حفظ القرآن الکریم فانہ صاحب هذہ الصناعة ینبغی لہ ان یکون عارفا بذلک لان فیہ فوائد کثیرة منها انہ یضمن کلامہ الآیات فی اماکنها اللائقة بها ومواضعها المناسبة لها ولا شبهة فیما یصیر للکلام بذلک من الفخامة والجزالة والرونق ومنها انہ اذا عرف مواقع البلاغة واسرار الفصاحة المودعة فی تالیف القرآن اتخذہ بحرا یستخرج منہ الدرر والجواهر ویودعها فی مطاوی کلامہ کما فعلتہ انا فیما انشاتہ من المکاتبات وکفی بالقرآن الکریم وحدہ آلة واداة فی استعمال افانین الکلام فعلیک ایها المترشح لهذہ الصناعة بحفظہ والفحص عن سرہ وغامض رموزہ واشاراتہ فانہ تجارة لن تبور ومنبع لا یغور وکنز یرجع الیہ وذخر یعول علیہ انتهی اسکا خلاصہ یہ ہی کہ ادیب ماہر اور کاتب و شاعر کو ضرور ہی کہ قرآن شریف حفظ کرے اور اُسکے مواقع بلاغت و اسرار فصاحت کو بوجھے کیونکہ اسکے اماکن لائقہ و مواضع مناسبہ کو جان بوجھکر جب یہ کوئی عبارت لکھیگا اور موقع موقع سے اسمین اسلوب قرآنی اختیار کریگا اور اپنی مطاوی عبارت مین بطور اقتباس و امثلہ آیات قرآنیہ نقل کردیگا تو اُسکے سکاب

وعبارات کو بہت ہی رونق ہوجاویگی اور اسکی فخامت وشان ازحد بڑھجاویگی کیونکہ قرآن فصاحت کا
ایک ایسا جاری چشمہ ہی جو کبھی نہین سوکھتا اور بلاغت کا ایسا سرمایہ ہے کہ ہر ادیب وفصیح ہمیشہ اُسپر بھروسا
رکھتا ہی اتنی بس اب جاننا چاہیے کہ اگرچہ ہماری ان تحریرات سے پادری صاحب کے جمیع ایرادات ومزعومات
مزخرفات کی تردید بالامزید علیہ ہوگئی اور اسکی کوئی حاجت نرہی کہ اسکے لیے اب ہم کوئی اہتمام آخر کرین
لیکن بااینہمہ اتمام حجت کے لیے ہم جمیع الفاظ مورودہ کے لیے عرب عرباء کے شعرا وفصحا وبلغا کے اشعار وکلمات
اور اپنی اس شہادت مین بعض بعض خطب کی عبارات محاورہ بھی مشاہدہ کراتے ہین تا کسی مخالف کو
کوئی جگہ اعتراض کی نہ باقی رہے اور ہر طرح سے حجت پوری ہوجاوے ؎ منزل راہ وفا از بس گران بود
انیس + لیکن اور اب پای ہمت خو تا تمام تہے ؎ وفا کی راہ تھی مشکل اُسے بھی طی کیا ہمنے + کہ منزل مین
محبت کی اگر ڈر تھا تو اسکا تھا + قولہ اعہد سورۂ یٰس ع پادری صاحب نے بعین عنایت حرف
عین لکھکر یہ احسان تو کیا کہ نشان رکوع بتلایا لیکن افسوس ہے کہ اُسپر کوئی نشان ہندسہ و نمبر نہ لگایا جس سے
یہ بھی معلوم ہوجاتا کہ یہ لفظ فلان رکوع مین ہی اور جبکہ نمبر نہ دیا تو حرف ع لکھنا ہی کیا ضرور تھا ؎ سطر
ایہ وہنین اس رو ہی کتابی پہ ظفر + ترک کاتب نے لکھی ہی غلطی کے باعث + مطول کی عبارت سے
اس لفظ کا غیر متنافر وفصیح ہونا تو ثابت ہوچکا اور مختصر المعانی مین اسکے مخل بالفصاحۃ ہونیکو اس تقریر سے
باطل کردیا کہ مجرد اشتمال القرآن علی کلام غیر فصیح بل علی کلمۃ غیر فصیحۃ مما یقود الی
نسبۃ الجھل او العجز الی اللہ تعالیٰ عن ذلک علوا کبیرا پس چونکہ خداوند تعالیٰ کی طرف جہل وعجز
کی نسبت عند العقلا بالاتفاق محال ہی اسلیے اس لفظ کا غیر فصیح ہونا بھی محال ہی کما لایخفی اور سوا اسکے
مستطرف فی کل فن مستظرف (جو بی اے کلاس کے عربک کورس کی ایک مشہور کتاب ہی) مین لکھا ہی
قال الشاعر ؎ فما الناس بالناس الذین عھدتھم + ولا الدار بالدار التی کنت اعھد
اور دیوان ابی الطیب متنبی (جو مدرسہ عالیہ وغیرہ کے کورس کی کتاب ہی) مین لکھا ہی ؎ اما الفراق
فانہ ما اعھد + ھو توأمی لو ان بینا یولد وقال المعری ؎ کل واشرب
الناس علی خبرۃ فھم یمرون ولا یعذبون + ولا تصدقھم اذا حدثوا فانی اعھدھم یکذبون

عهد قد مر في قوله عهدتهم وقال كعب بن زهير ؎ ولا تمسك بالعهد
الذي زعمت + الا كما تمسك الماء الغرابيل + وقال عنترة ؎ عهدي به
شد النهار كانما + خضب اللبان ورأسه بالعظلم وقال النابغة ؎
عهدت بها سعدى وسعدى غزيرة + عروب تهادي في جوار خرائد عهدوا
قال عباس بن مرداس كما في سيرة ابن هشام ؎ ثم الذين وفوا بما عهدتهم
جند بعثت عليهم الضحاكا + وفيه قال ابن دجانة ؎ انا الذي عاهدني
خليلي + ونحن بالسفح لدى النخيل + أحد - قال عمرو بن كلثوم ؎ الا لا يجهلن
احد علينا + فنجهل فوق جهل الجاهلينا + وقال زهير ؎ لو يعدلون بوزن او
مكائلة + مالوا ابو ضري ولم يعدل بهم احد + آخذ قال النابغة ؎ آخذ
العذارى عقدها فنظمته + من لؤلؤ متتابع متسرد + وقال عمرو بن كلثوم ؎
اخذن على بعولتهن عهدا + اذا لاقوا كتائب معلمينا اعداء قال الحارث
؎ لا تخلنا على غرائك انا + طالما وقد وشى بنا الاعداء وقال طرفة ؎ وان
ادع في الجلى اكن من حماتها + وان يأتك الاعداء بالجهد اجهد وقال زهير
؎ وثقل على الاعداء لا يضعونه + وحمال اثقال وماوى المطرد وقال النابغة
فلا يهنئ الاعداء مصرع ملكهم + وما عتقت منه تميم ووائل + اعلون - قال
طرفة ؎ واذا قامت تداعي قاصف + مال من اعلى كثيب منقعر قال النابغة
؎ فظل يعجم اعلى الروق منقبضا + في حالك اللون صدق غير ذي اود وقال
ابو الطيب ؎ قد اعفوا وعدوا وفوا سئلوا + اغنوا علوا اعلوا ولوا اعدلوا +
أخرة واخرى آخرتنا - قال النابغة ؎ فقال تعالى يجعل الله بيننا +
على ما لنا او تنجزي لي آخرة + قال عنترة ؎ وسارت رجال نحو اخرى عليهم
الحديد كما تمشي الجمال الدوالح قال امرؤ القيس ؎ بماء سحاب زل عن متن صخرة

الى جوف اخرى طيب ماؤها خصر قال مالك التغلبي ؎ لامك ويلة و
عليك اخرى فلا شاة تنيل ولا بعير وقال زهير ؎ يؤخر فيوضع في
كتاب فيدخر ليوم الحساب او يعجل فينقم اعقاب قال النابغة ؎ لبست من السوء
اعقابا اذا انصرفت ولا تبيع بجنبي نخلة البرما وقال عنترة ؎ فلما التقينا
بالجفار تضعضعوا وردت على اعقابهن المسالح وقال قيس بن الملوح
؎ واصبحت من ليلى الغداة كناظر مع الصبح في اعقاب نجم مغرب اغنيا قال
اياس بن القائف الحماسي ؎ تقلبوا الرجال الاغنياء بارضهم وترمي النوى
بالمقترين المراميا اخرجوا اخراج قال الاعشى ؎ ازال اذينة عن ملكه
واخرج من قصره ذايزن وفي البخاري باب اخراج الخصوم واهل الريب من
البيوت بعد المعرفة وفي الصحاح تقول اخرجت النعامة اخرجاجا واخراجت
اخريجاجا انتهى اخزيت قال زهير ؎ انا ابن الذي لم يخزني في حياته
ولم اخزه حتى تغيب في الرجم وقال ابن ثابت ؎ فاخزاك ربي يا عتيب
بن مالك ولقاك قبل الموت احدى الصواعق اعد اعددت قال امرؤ القيس
؎ فظلت وظل الجون عيني بلبدة كاني اعدي عن جناح مهيض وقال
النمري الحماسي ؎ وقمت الى برك هجان اعده لوجبة حق نازل انا فاعله
وقال عنترة ؎ صبرا عدّوا اكل اجرد سابح ونجيبة ذبلت وخف حشاها
وقال خالد ؎ لوجه صعيد مذ اتينا بجمعنا فجئنا بلادا اعدها من نح
اخلق قال تابط شرا ؎ ويجعل عينه ربيئة قلبه الى سلة من حد اخلق
صائك اهله اهلك قال عنترة ؎ وصلت حبالي بالذي انا اهله من
ودها وانا رخي المطول وقال زهير ؎ الم تر ان الله اهلك تبعا واهلك
لقمان بن عاد وعاديا واهلك ذا القرنين من قبل ما ترى وفرعون جبارا طغى والنجاشيا

أحق - قالت قيلة ابنة الحارث الحماسي ؎ والنصر اقرب من اسرت
قرابته + واحقهم ان كان عتق يعتق أعجب - قال ابن ابي طالب القرشي ؎
ليس لبلية في ايامنا عجبا + بل السلامة فيها اعجب العجب أعلم قال زهير
واعلم ما في اليوم والامس قبله + ولكنني عن علم ما في غد عم + وقال طرفة
؎ واعلم علما ليس بالظن انه + اذا ذل مولى المرء فهو ذليل أحل قال عنترة
احل به امس جنيدب نذره + فأي قتيل كان في غطفان + وقال ابن هرمة الحماسي
؎ اغشى الطريق بقبتي ورواقها + واحل في نشر الربى فاقيم أخطأنا - قال
زهير ؎ رأيت رجلا لاقى من العيش غبطة + واخطأه فيها الامور العظائم +
وقال عنترة ؎ وليتهما ماتا جميعا ببلدة + واخطأهما قيس فلا يريان + أغرقنا
قال في الصحاح غرق في الماء غرقا فهو غرق وغارق ايضا ومنه قول ابي النجم ؎
فاصبحوا في الماء والخنادق + من بين مقتول وطاف غارق + واغرقه غيره وغرقه
فهو مغرق وغريق وقال ابو الطيب ؎ نحل كفك تهمي اتن وابلها + اذا اكتفيت
والا اغرق البلد + وقال ايضا ؎ وجاودني بان يعطي واحوى + فاغرق نيله
أخذي سريعا أعرضوا قال ابن ثابت ؎ فلما اعرضوا عما اعتمهم
وكان الحق وانكشف الغطاء أحصن - قال ثعلب ؎ احصنوا امهم من عبدهم
تلك افعال القزام الوكعة + اعتدنا - قال التميمي كما في الاتقان ؎ يا من عدى
ثم اعتدى ثم اقترف + ثم انتهى ثم ارعوى ثم اعترف وقال البعيث بن حريث
الحماسي ؎ ويعتده قوم كثير تجارة + ويمنعني من ذلك ديني ومنصبي + وقال
الاخزين لعط الدئلي كما في سيرة الهشامي ؎ هم ظلمونا واعتدوا في
مسيرهم + وكانوا الذي الانصاب اول قائم + أخوات ؎ وانك يا نعمان في
اخواتها + تأتين ما يأتينه جنفا أحسن - قال النابغة ؎ ورب عليه

احسن صنعه + وكان له على البرية ناصرا احسانا ـ قال زهير ؎ رأى الله
بالاحسان ما فعلا بكم + فابلاهما خير البلاء الذي يبلو اعبد قال طرفه ؎
يلوم وما ادري على ما يلومني + كما لامني في الحي قرط بن اعبد + وقال فرزدق
؎ اولئك اخلاقي فجئني بمثلهم + واعبد ان اهجو كليبا بدارم وقال زيد
بن عمرو بن نفيل ؎ ولكن اعبد الرحمن ربي + ليغفر ذنبي الرب الغفور اهواء
قال عنترة ؎ فمالت بي الاهواء حتى كانما + بزندين في جوفي من الوجد
قادح احب ـ قال امرء القيس ؎ لعمري لسعد بن الضباب اذا غدا + احب
الينا منك فافرس حمر احياء ـ قال ابن ابيطالب القرشي ؎ قد علم الاحياء
اني زعيمها + واني لذي الحرب العذيق المرحب وفي الحماسة ؎ لو كان يشكي
الى الاموات ما لقي + الاحياء بعدهم من شدة الكمد وقال النابغة في خطبته
مخاطبا لعمرو بن الحارث في الثناء المسجع كما في العقد الثمين في دواوين الستة الجاهلين
الذي ربتها وليم بن الورد البروسي المسيحي في سنة ۱۸۶۹ المسيحيه واكرام الاحياء احياء او
اعوذ ـ قال ابوطالب القرشي ؎ اعوذ برب الناس من كل طاعن + علينا بسوء
او ملح بباطل وقال ابو حندق الاسدي الحماسي وقيل انه لدعبل ؎ اعوذ
بالله من ليل يقربني + الى مضاجعه كالدلك بالمسد احكم قال النابغة ؎
احكم كحكم فتاة الحي اذ نظرت + الى حمام شراع وارد الثمد اعظ قال في الصحاح
الوعظ النصح والتذكير بالعواقب تقول وعظته وعظا وعظة فاتعظ اي قبل الموعظة
يقال السعيد من وعظ بغيره والشقي من اتعظ به غيره انتهى وروى البخاري عن
علي بن عبد الله حدثنا سفيان حدثنا اسرائيل ابو موسى ولقيته بالكوفة جاء
الى ابن شبرمة فقال ادخلني على عيسى فاعظه اعين قال امرء القيس ؎
ليالي يدعونني الصبي فاجيبه + واعين من اهوى الي روان وقال ابو دهبل

في الازرق المخزومي ؎ ثوانتحي غير مذموم واعيننا + لما تولى بدمع سائح سجم
أخاف قال جرير ؎ ابني حنيفة احكموا سفهاءكم + اني أخاف عليكم
ان اغضبا وقال ابن ثابت ؎ أخاف فجاءه الفراق ببغية + وصرف النوى
من ان تشت وتشعبا أعمال - قال طرفة ؎ فكيف يرجي المرء دهراً مخلداً + واعماله
عما قليل تحاسبه أسرع - قال النابغة ؎ ثولهند ولهند قد + أسرع
في الخيرات منه امام وقال عنترة ؎ وعرفت ان منيتي ان تأتني + لا ينجني
منه الفرار الاسرع وقال زهير ؎ لاشئ اسرع منها وهي طيبة + نفسا بما
سوف ينجيها وتترك استعجال - قال عنترة ؎ اذا استعجلوها عن سجية
مشيها + تتلع في اعناقها بالجحافل وقال القطامي ؎ واستعجلونا وكانوا
من صحابتنا + كما تعجل فراط الوراد اتخذ واتخذوه اتخاذ - قال كثير
اتخذ في خلة في الكراكي + اتخذ فيك خلة الوطواط وقال عمرو بن كلثوم التغلبي
؎ ترانا بارزين وكل حي + قد اتخذوا مخافتنا قرينا + وفي البخاري ما يكره
من اتخاذ المساجد على القبور انعمت - قال ورقة بن نوفل ؎ رشدت
وانعمت ابن عمرو وانما + تجنبت تنوراً من النار حاميا وقال الشهرزوري
حبتها افاعي الارض بطنا وانعمت + عليها جياد الخيل بالرأس والفم اضعاف
قالت كبزة ام شملة الحماسي ؎ اذا ما اتاه وارد من ضرورة +
تولى باضعاف الذي جاء ناميا وقال ابو الطيب ؎ يريد مخبره اضعاف
منظره + بين الرجال وفيها الماء والآل اكراه - قال لبيد ؎ احكم الجنثي
من عوراتها + كل حرباء اذا اكره صل وفي البخاري باب من الاكراه كره وكره واحد
وفي الكفاية الاكراه هو في اللغة مصدر اكرهه اذا حمله على امر يكرهه ولا يريده
ابتغاء قال طرفة ؎ حبس في المحل حتى يفسحوا + لابتغاء المجد وترك الفند

وقال بعیث بن حریث الجماسي ؎ ولست وان قربت یوما ببائع + خلاقي ولا دیني ابتغاء التحبب اصلاح قال ابن الرومي ؎ الدهر تفسد ما استطاع واهمد یتبع الافساد بالاصلاح + وقال السما لوطي ؎ ان ننصروا الله ینصرکم علی مم + حاز وا الضلال وحزتم هدی اصلاح ـ اصحب ـ قال عنترة ؎ اقل علیك ضرامن قریح + اذا اصحابه دمروه سارا وقال طرفة ؎ فلوکنت وغلا في الرجال لضرني + عداوة ذي الاصحاب والمتوحد وقال زهیر ؎ اصحاب زید وامام لهم سلفت + من حاربوا عذبوا عنه بتنکیل اربعة ـ قال ابن ثابت ؎ اذا تذکرته فاضت باربعة + عیني بدمع علی الخدین مختنین اشهر ـ قال النابغة ؎ قد عربت نصف حول اشهرا جددا + لیسفی علی رحلها بالحیرة المور وقال الجیة ؎ یا واحد العصر ما بلده + محاسنها في الوری تذکر + حجي ما یراد في تصحیفها + وحقك اربعة اشهر + هذه ـ قال امرء القیس ؎ وقال الا هذا صوار وغانیة + وخبط نعام یراقی متفرق وقال في ثمرات الاوراق التي هو ثمرات الفؤاد في بلاغة الصاحب بن عباد انه قیل له ما احسن السجع قال ما خف علی السمع قیل مثل ذا قال مثل هذا ـ اطعنا ـ قال عباس بن مرداس ؎ اطعناك حتی اسلم الناس کلهم + وحتی صبحنا الجمع اهل یلملما وقال عبد الله بن رواحة ؎ اطعناه لو نعدله فینا بغیره + شهابا لنا في ظلمة اللیل هادیا + وقال عمرو بن کلثوم ؎ وانا العاصمون اذا اطعنا + وانا العازمون اذا عصینا افرغ ـ قال في المجمع والقاموس وغیرهما من کتب اللغة افرغه وافرغ علینا اصبب علینا واورده الحریري في مقاماته فکفی به ثبتا ـ اب یہاں حضرات اہل علم وفہم ملاحظہ فرماوین کہ بتوفیق اللہ وعونہ وتائیدہ وصونہ حل عبارت علامۂ تفتازانی اور جمیع الفاظ سورۂ مذکورہ کے شواہد مع علامات ونشانی لکھے گئے ہیں اب پادری صاحب اسکو قبول فرماوین والا اسکے خلاف مین

جو دلائل و ایرادات رکھتے ہون اُنکو صاف صاف تحریر کرین پھر ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو ہے یخبرک من شہد الوقائع انني + اغشي الوغی واعف عند المغنم قولہ علمای محمدیہ کی یہ عادت ہی کہ جب قائل و معقول و مغلوب ہوتے ہین تو عرب کے جنگل و کوہستان مین ماوی و ملجا اختیار فرماتے ہین جب سوال کیا جاتا ہی تب فوراً عربی عبارت لکھدیتے ہین لہذا توقع کہ عبارت مع ترجمہ عام فہم مثل بندہ تحریر فرمائین اقول ہے دہن تنگ یار مین کیا کیا + تنگ ہو ہو کے ہی سمائی بات + اولاً صاحبان بصیرت خصوصاً ماہران عبارت وعربیت پادری صاحب کی اس سوقی محاورہ قائل و معقول و مغلوب کو ملاحظہ فرمائین جس سے بموجب البعرة تدل علی البعیر کے اُنکی قابلیت کا پتہ لگتا اور مبلغ معلومات معلوم ہوتا ہی۔ ثانیاً ذرا انکی اس اقتراح و تمنا کو بھی ملاحظہ کرین کہ بموجب صلت اسدا و بلت فقدا کے اعتراض کرنے کو تو قرآن پر طیار ہو گئے اور یہان ماوشما کی معمولی عربی عبارت سے بھی کانپنے لگے سچ ہی ہے کمر سے بڑھ چلے گیسوی یار قہر کیا + عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہی + ثالثاً بموجب ہے خوشتر آن باشد کہ راز دلبران + گفتہ آید در حدیث دیگران + کے پادری صاحب نے یہ اپنا بلکہ اپنے کمیونڈ و مشن کے لوگون کا حال لکھا ہی کہ جب کہین کسی ادنی مسلمان سے بند ہونے لگتے ہین تو گھڑی دیکھ کر یہ کہتے ہوے چلتے ہوتے ہین کہ بس ٹائم ہو گیا ہے کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان مصلحت را تہمتی بر آہو چین بستہ اند رابعاً چونکہ پادری صاحب کا حال کچھ پہلے سے بھی مجھے معلوم ہی اور اُنکی اس اقتراح پر اور بھی خیال کر کے مین نے ہر ضروری عربی عبارت کا ترجمہ یا خلاصہ ہی لکھدیا ہی اور باقی کو اُنکی قابلیت پر چھوڑ دیا ہی لیکن اسپر بھی اگر وہ نہ سمجھین تو پھر بھلا ہم کہانتک سمجھائے جائین ہے کیا چیز ہی عبارت رنگین مین شرح شوق + خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے + لیکن پادری صاحب کا یہ فرمانا کہ مثل بندہ تحریر فرمادین اس مین مین مجبور ہون کیونکہ ہے گر مصور صورت آن جان جان خواہد کشید + حیرتی دارم کہ نازش را چسان خواہد کشید + قولہ صفحہ ۱۹ اطول ان الاخراج من الحلق الی الشفة ایسر من ادخالہ من الشفة الی الحلق حروف حلقی کا خارج ہونا حلق سے شفت کی طرف اسہل ہی یعنی فصیح ہی نحو علو اور حروف شفتی کا داخل ہونا شفت سے حلق کی طرف اضیق و متعسر ہی

یعنی ثقیل نحو بلغ سورہ یوسف ع منع بضع وجهه سورة البقرة ع فاقم منع فتح واسع منافع وجوه سورة النساء ع سمع بليغا متاع وجوها مضاجع سورہ الحج ع مقطوع فاصفح سورة الانعام مستودع بديع وسع مرجع بلغ مفاتح اقول مطول کی عبارت سے جو امر ثابت ہوتا ہی وہ اوپر بیان کردیا گیا کہ فصاحت وغیر فصاحت اخراج من الحلق الی الشفة وبعکسها پر موقوف نہین ہی بلکہ یہ ایک امر ذوقی ہی اسلیے اسکا حوالہ اُسی پر کرنا اولی ہی فتذکر باقی ان الفاظ سورہ کے شواہد کا دکھلانا باقی ہی تو لیجیے ہم اُسے بھی دکھلائے دیتے ہین وھو ھذا بلغ قال عمرو بن کلثوم ؎ اذا بلغ الفطام لنا صبي + تخر له الجبابر ساجدينا + بديع قالت امرأة من بني مخزوم الحماسي ؎ ان تسألي فالمجد غير البديع + قد حل في تيم ومخزوم + وقال غانم بن عياض ؎ لا اقسم بخالق الارض والسما وما فيهما معناها البديع وما يضع بضع - قال زهير ؎ وما عند شلو يحجل يطير حوله + وبضع لحام في اهاب مقدد + وجه وجوه - قال طرفة ؎ يسير بوجه الهتف والعيش جمعه + وتمضي على وجه البلاد كتائبه + قال عنترة ؎ والخيل ساهمة الوجوه كانما + تسقي فوارسها نقيع الحنظل + فاقع - قال ابن ثابت ؎ اعبد هجين احمر اللون فاقع + موتر عليا القفاء قطط جعد + منع - قال ابو التمقام الاسدي الحماسي ؎ لو كنت املك منع مابك لم يذق + ما في قلاتك ما جئت لئيم + فتح - قال عمار بن ياسر ؎ فوحق من اهدى الينا نصره من كل فتح مبعد وقريب + وقال خنزر بن ارقم الحماسي ؎ فما فتح الاقوام من باب سوءة + بني قطن الا وانتم شهودها + واسع قال النابغة ؎ فانك كالليل الذي هو مدركي + وان خلت ان المنتأى عنك واسع + وقال زيد بن عمر ؎ ان الاله عزيز واسع حكم + بكفه الضر والباساء والنعم + وقال البحتري ؎ الا يكن ذنب فعندلك واسع + او كان لي ذنب فعفوك اوسع + منافع - قال المرزبان ؎

له [illegible] والصحيح [illegible] المستعمل [illegible] عند [illegible]

وجئنا الى المصر وكانت حصينة + وكان لاهل الكفر فيها منافع - وقال ابو الطيب

ــه منافعها ما ضر في نفع غيرها + تغذي وتروى ان تجوع وان تظما - مسمع قال

عصام بن عبيد الزماني ــه ابلغ ابا مسمع عني مغلغلة + وفي العتاب حياة بين

اقوام - وفي الصحاح قال الشاعر ــه تعدل ذا الميل اذا رامنا + كما عدل الغرب بالمسمع

بليغا - قال ابن خشاب ــه او مثلوا الفظا بليغا كنت معناه وما الالفاظ

غير تراجم - وقال ابو الطيب ــه وكثير من الشجاع التوقي + وكثير من البليغ السلام

متاع - قال المشعث كما في الصحاح ــه تمتع يا مشعث ان شيئا + سبقت به

الممات هو المتاع - وقال ابو تمام كما في المثل السائر ــه نعم متاع الدنيا حباك

بها + ارع لا اجيد ولا اخيس - وقال قطري بن الفجاة الحماسي ــه وما للمرء خير

في حيوة + اذا ما عد من سقط المتاع - مضاجع - قال ابن رواحة كما في البخاري

ــه يبيت يجافي جنبه عن فراشه + اذا استثقلت بالمشركين المضاجع - وقال

يزيد بن الحكم الكلابي ــه فلما بلغنا الامهات وجدتم + بني عمكم كانوا كرام المضاجع

وقال مقيس بن صبابة ــه وكانت هموم النفس من قبل قتله + تلم فتحمني وطاء المضاجع

وقال امرؤ القيس ــه لتقتلني والمشرفي مضاجعي + ومسنونة زرق كانياب

اغوال - مقطوع - قال ابن ثابت ــه وان يمنعهم مما نو واحسب + ان يبلغ

المجد والعلياء مقطوع - فاصفح - قال ابن ثابت ــه ابلغ ربيعة وابن امه

نوفلا + اني مصيب لعظوان لم اصفح - وقال ارطاط بن شهية المري الحماسي ــه

عن الدهر فاصفح انه غير معتب + وفي غير من قد وارت الارض فاطمع - مستودع

قال ابن زيابة التيمي الحماسي ــه والدرع لا ابغي بها ثروة + كل امرء مستودع

ماله + وقال ابن ابي طالب القرشي ــه وانما امهات الناس اوعية مستودعات

وللاحساب اباء - وسع - قال عبد العزيز بن زرارة الكلابي الحماسي ــه وسع

یمدک ماء اللحم تقسیمہ + واکثر الشواب ان لم یکثر اللبن + وسع یدہ وتلفتّ حول حاضرۃ
ان الکریم الذی لم یخل الفطن مرجیم قال عنترۃ ؎ کان وقوف مرجم مرفقیہ +
توارثہا منازیع السہام + قال زہیر ؎ ومرجمہا اذا الخن انقلینا + نسیف البقل
واللبن الحقین مفائح ۔ قال زید ؎ ولو اشاء لقلت ما + عندي مفاتحہ وبابہٗ
قولہ تنتشزون ۔ تشرکون ۔ تسرفوا ۔ ان میں ش س تا وراء کے درمیان ہیں اس
سبب سے یہ الفاظ قرآنی حسب رائے خلخالی اشد ثقیل ہیں اقول اولاً خلخالی طبقۂ اولیٰ کا کوئی
فصیح وشاعر نہیں ثانیاً یہ فقط خلخالی کا زعم ہی ثالثاً خلخالی نے بھی یہ لفظ مستشزرات میں زعم کیا ہے
اور وہ بھی مدفوع ہی کما فی شرح المختصر المعانی وزعم بعضھم (ھو الخلخالی کما فی الحلیہ)
ان منشأ الثقل فی مستشزرات ھو توسط الشین المعجمۃ التی ھی من المھموسۃ
الرخوۃ بین التاء التی ھی من المھموسۃ الشدیدۃ والزاء المعجمۃ التی ھی من المجھورۃ
ولو قال مستشرف لزال ذلک الثقل وفیہ نظر لان الراء المھملۃ ایضا من المجھورۃ
انتھی رابعاً عرب عربا کے شعرا وفصحا کے کلام میں ہم اسکے نظائر وشواہد بھی دکھلا دیتے ہیں پھر
با وجود اسکے بھی اگر کوئی منکر ہو تو اُس سے منکر ونکیر کے سوا اور کون سمجھ سکتا ہی قال طرفۃ ؎
وما زال تشرابی الخمور ولذتی + وبیعی وانفاقی طریفی ومتلدی + وقال سعد
بن ناشب الحماسی ؎ ولم یستشر فی رایہٖ غیر نفسہ + ولم یرض الا قائم السیف
صاحبا + وفی الحماسۃ ؎ فالرشد فی ان تشتروا بنعیمکم + بؤسًا والا ان تشربوا
الماء بالدم + وفیہ ایضاً ؎ اذا انت لم تشرک رفیقک فی الذی + یکون قلیلا لم تشارکہ
فی الفضل + قال طرفۃ ؎ کیف ارجو حبہا من بعدما + علق القلب بنصب مستسر +
وقال مسلم بن الولید الحماسی ؎ قبر بحلوان استسر ضریحہ + خطرا تقاصر دونہ
الاخطار + **قولہ** اجتماع دو حرف یک جنس سے دو لفظ میں موجب ثقل ہی نحو تخافون نشوزھن
سورۃ النساء سورۃ البقرۃ نحن نسبح طعام مسکین بجل لھن تحل لہ وعجب المتطھرین نساؤکم

یحل لکم؛ ایام معدودات سورۃ الانعام حق قدرہ نحن نرزق سورۃ التوبۃ ع نحن نتربص
سورۃ ہود ع جاء امرنا اظلم ممن یعلم مستقرہا سورۃ عبس شاء انشرہ سورۃ الحجر ع نحن
نزلنا سورۃ الصّٰفّٰت ع مقام معلوم سورۃ یٰس ع قوم مسرفون نحن نحیی امام مبین سبع
عجاف قوم مسحورون واضح راے عالی ہو کہ الفاظ قرآنی مسطورۃ الصدر فصحا و بلغا کے نزدیک
ثقیل ہین **اقول** پادری صاحب کو لازم تھا کہ کسی فصیح و بلیغ کا نام لکھتے اور اسکی وجہ و دلیل بیان کرتے
والا دعوی بے دلیل قبول خرد نہین پس چونکہ ایسے الفاظ باین حیثیت و نظم خاص فصحاے متقدمین
و بلغاے محققین کے نزدیک بلا نکیر فصیح ہین لہذا بجز انکے شواہد دکھلا دینے کے ہم اور کچھ زیادہ
کاوش کرنا مناسب نہین سمجھتے اور جاننا چاہیے کہ اول تو ان الفاظ مین سے بعض کی نشان دہی
مین پادری صاحب نے غوطہ کھایا ہے اور پھر سب لفظون کو بلا ترتیب سور غیر مرتب لکھا ہے اسلیے بنظر
آسانی پہلے ہم انکو بترتیب ابجد لکھتے ہین اور اسکے بعد عرب عربا کے فصحا و بلغا کے قصائد و اشعار
مین انکے شواہد دکھلاتے ہین وھو ھذا **ع جاء امرنا** - **نشاء انشرہ** قال زہیر ؎
وما یک من خیر اتوہ فانما + توارثہ اباء ابائہم قبل وقال ایضا ؎ فان لکم ما قط
غاشیات + لیوم اضر بالرؤساء ایر وقال امرء القیس ؎ وماء اسن نزلت علیہ
کان مناخہا ملقی الحمام **ع سبع عجاف** - قال النابغۃ ؎ فلان قاسم
یا قوم غدر تہم + بنی ضباب ودع عنک ابن سیار وقال ایضا ؎ لک الخیران
وارث بک الارض واحدا + واصبح جد الناس یطلع عاثرا **ق حق قدرہ** قال زہیر
؎ لیأتینک منی منطق قذع + باق کما دنس القبطیۃ الودک **ل یحل لہ تحل لہ**
یحل لکم قال زہیر ؎ فتغلل لکم مالا تغل لاہلہا + قری بالعراق من قفیز و درہم
الی معشر لم یورث اللوم جدہم + اصاغرہم وکل فحل لہم نحل سئمت تکالیف الحیوۃ
ومن یعش + ثمانین حولا لا ابالک یسأم **م ایام معدودات اظلم ممن امام مبین**
طعام مسکین قوم مسحورون قوم مسرفون مقام معلوم یعلم مستقرہا قال طرفہ

؎ فما ذنبنا فی ان اداءت خصاکم + وان کنتم فی قومکم معشر ادراء قال زہیر ؎
غشیت دیارا بالبقیع فثہمد × دوارس قد اقوین من ام معبد + أرنت بہا الارواح کل
عشیۃ فلم یبق الا ال خیم منضد ایضًا ؎ ثم استمروا وقالوا ان مشربکم ماء بشرقی سلمی
فید او رکک ایضًا ؎ یعز منہ مامور مطیع وامر + مطاع فلا یلقی لحزمہم مثلی ایضًا ؎
وما ان اری نفسی تقیہا کریہتی + وما ان تقی نفسی کرائم مالیا وقال النابغۃ ؎
و بعد ... رجال ثبت بنہتہ + کالکرم مال علی الدعام المسند + ولا اری فاعلا فی الناس
یشبہہ + ولا احاشی من الاقوام من احد وقال علقمۃ ؎ ومطعم الغنم یوم الغنم
مطعمہ انی توجہ والمحروم محروم + لو یسیرون بخیل قد یسرت بہا + وکل ما
یسر الاقوام مغروم وقال عنترۃ ؎ المال مالکم والعبد عبدکم + فہل عذابک
عنی الیوم مصروف ن نخافون نشوزہن نحن نسبح نحب المتطہرین نساؤکم نحن نرزق
نحن نترص نحن نزلنا نحن نحی قال طرفۃ ؎ حین نادی الحی لما فزعوا + ودعی الداعی
وقد لج الذعر + ایضًا ؎ ففی لا یکن ہذا العلۃ وصلنا + لبین ولا اذا حظنا من نوالک
قال عنترۃ ؎ فلم ار حیا صابروا مثل صبرنا + ولا کافحوا مثل الذین نکافح قال
زہیر ؎ الم تر النعمان کان بنجوۃ + من الشر لو ان امرء کان ناجیا قال علقمۃ ؎
اذا شاب رأس المرء او قل مالہ + فلیس لہ من ودہن نصیب ایضًا ؎ وفی کل حی قد خبطت
بنعمۃ + فحق لشاس من نداک ذنوب وقال امرء القیس ؎ سألت بہن نطاع فی راد الضحی
والامعزان وسالت الادواء + وقال النابغۃ ؎ اقول والنجم قد مالت اواخرہ +
الی المغیب تبین نظرۃ حار + ایضًا ؎ ونحن نرجی الخلد ان فاز قدحنا + ونرہب قدح الموت
ان جاء قاہرا + **قولہ** اہل اسلام کا دعوی ہی کہ سورۃ الکوثر افصح ہی مظہر ہو کہ اعطینا بسبب
قرب المخارج اور انحر بسبب بعد المخارج اور صل لربک بسبب اجتماع دو حرف ایک جنس سے
ثقیل ہین **اقول** اسمین کوئی شبہہ نہین کہ سورۃ الکوثر بلکہ قرآن کا ہر جملہ و لفظا فصیح ہی کما قال

العلامة السیوطي في الاتقان لو اجتمع فصحاء العالم وارادان یترکوا هذه اللفظة ویأتوا
بلفظ یقوم مقامها في الفصاحة لعجزوا عن ذلك وقد مران کتاب الله سبحانه لو نزعت
منه لفظة ثم ادیر لسان العرب علی لفظة احسن منها لم یوجد یعنی اگر تمام جہان کے فصحا
مجتمع ہون اور یہ چاہین کہ قرآن کے ایک لفظ کو چھوڑ دین اور اُسکے قائم مقام فصاحت مین کوئی
دوسر الفظ لاوین تو اس سے عاجز ہو جاوینگے اور یہ بیان اوپر گذر چکا کہ قرآن شریف سے اگر کوئی
لفظ نکالکر زبان عرب کے سب لفظون مین پھرایا جا تو اُس سے بہتر کوئی لفظ نہ ملیگا - اور قرب المخارج
و بُعد المخارج اور اجتماع الحرفین من جنس واحد کی تحقیق بھی اوپر ہو چکی اور ان سب کیلیے عرب عربا
کے اشعار و قصائد مین شواہد و نظائر بھی دکھلادیے گئے پس ان حیثیات سے کوئی لفظ ثقیل و غیر فصیح
نہین ہے پھر باوجود اسکے پادری صاحب کا یہ فرمانا بناء فاسد علی الفاسد قائم کرنا ہے کما لایخفی ہان اسکے
سوا اگر کوئی دوسری وجہ ہو تو پادری صاحب اُسے بیان کرین اور ہمسے جواب لین اور بالخصوص اگر
ان الفاظ ثلاثہ کی بھی شواہد چاہتے ہین تو ملاحظہ فرمائین **اعطینا** قال في ثمرات الاوراق في اجواد
الاسلام فمنهم الحکم بن اخطب قیل سأله اعرابي فاعطاه خمس مائة دینار فقال الح لعلك
استقللت ما **اعطیناك** **وقال بحیر بن ظهیر** ؎ واعطینا رسول الله منا + مواثقنا
علی حسن التصافي **وقال زهیر** ؎ وانك **اعطیتني** ثم الغنی + حمدت الذي اعطیك
من ثمن الشکر **فصل لربك** قال عباس بن مرداس السلمی ؎ بان محمدا عبد رسول لرب لایضل ولا
یجوز **وقال عنترة** ؎ ومکروب کشفت الکرب عنه + بطعنة فیصل لما دعاني **وقال امرء القیس** ؎
او جدول في ظلال نخل للماء من تحته مجال **انحر** في القاموس قال اعرابي في جحرة ما انحص
من ابلي فانحروه انتهی **قوله** امرء القیس نے سات قصیدے کعبے کے دروازے پر آویزان کیے
جب آیت وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ
عَلَى الْجُودِيِّ نازل ہوئی تب شہرہ فصاحت امرء القیس آخر ہوا **اقول** اسمین کوئی شبہ نہین کہ جب
یہ آیت شریفہ اور اسکے سوا قرآن شریف کی اور اور آیات منیفہ نازل ہوئین تب امرء القیس وغیرہ

تمامی شعرا و فصحا و بلغاء عرب عربا کا شہرہ فصاحت و بلاغت ٹھنڈا ہوا اور ان سب کا کلام پھیکا پڑ گیا
کما نقل من الولید بن المغیرة الذی کان فی غمرات عداوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واطفاء
انوار اللہ تعالیٰ ما فیکم رجل اعلم بالشعر منی ولا برجزہ ولا بقصیدہ ولا باشعار الجن واللہ
ما یشبہ الذی یقول شیئا من ہذا واللہ ان لقولہ الذی یقول حلاوة وان علیہ لطلاوة
وانہ لمثمر اعلاہ مغدق اسفلہ وانہ لیعلو وما یعلی وانہ لیحطم ما تحتہ انتہی ولا یخفی ما وقع
لجبیر بن مطعم انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بالمغرب بالطور قال فلما بلغ ہذہ الآیة
أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ الی قولہ الْمُصَيْطِرُونَ کاد قلبی ان یطیر وقد صح انہ لما
قرأ جعفر علی النجاشی واصحابہ ما زالوا یبکون حتی فرغ انتہی ہکذا فی الاتقان والشفاء
وغیرہ لیکن پادری صاحب کا یہ کہنا کہ امرء القیس نے سات قصیدے کعبے کے دروازے پر آویزان کیے
خلاف تحقیق ہے دیکھیے فوائد شرح معلقات زوزنی میں لکھا ہے قال ابن الکلبی فاول شعر علق فی الجاہلیة
شعر امرء القیس علق علی رکن من ارکان الکعبة ایام الموسم حتی نظر الیہ ثم احدر فعلقت
الشعراء ذلک بعدہ انتہی **قولہ** منکشف ہوا کہ ابلعی و اقلعی یہ دونوں بسبب بعد المخارج ثقیل ہیں
یا سماء اقلعی تو از حد ثقیل ہے **اقول** قرب المخارج و بعد المخارج و اجتماع الحرفین من جنس واحد کی تحقیق
اوپر گذر چکی اور اسمین اچھی طرح دکھلا دیا گیا کہ ان حیثیات سے کوئی لفظ غیر فصیح و ثقیل نہیں اور پھر دیکھیے
عرب عربا کے فصحا و بلغا کے کلام میں بھی یہ لفظین وارد ہیں **ابلعی** قال فی الصحاح بلع وبلعت الشیٔ
بالکسر وابتلعتہ بمعنی وابلعتہ غیری وسعد بلع من منازل القمر وہما کوکبان متقاربان
زعموا انہ طلع لما قال اللہ تعالیٰ یا ارض ابلعی ماءک وفی حل لغات الحریری ابلاع نیو
فرو خوردن یقال ابلعنی ریقی اذا طلب المہلة **اقلعی** فی البخاری کان بلال اذا اقلع
عنہ یرفع عقیرتہ و قال عباس بن مرداس کما فی سیرة ابن ہشام سے ولیوم حنین
کان قبل لدی حنین + فاقلع والدماء بہ تعوذ اور ایمہ ادب و ماہران لغات عرب و علمای
معانی و البیان و مفسرین والا شان نے تو ان دونوں لفظوں کی فصاحت و بلاغت کا لا مزید علیہ

اقلعی پر ۱۲ منہ

لکھی ہو حتی کہ بالخصوص اس آیت شریف کو بلاغت میں بے نظیر قرار دیا ہو چنانچہ امام فخرالدین رازی
اپنی کتاب مفاتیح الغیب میں لکھتے ہیں اعلم ان المقصود من هذا الکلام وصف اخر
لواقعة الطوفان فکان التقدیر انه لما انتهی امر الطوفان قیل کذا وکذا یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ
مَآءَكِ یقال بلع الماء یبلعه بلعا او اشربه وابتلع الطعام ابتلاعا اذا لم یمضغه
وقال اهل اللغة الفصیح بلع بکسر اللام یبلع بفتحها وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ یقال اقلع الرجل
عن عمله اذا کف عنه واقلعت السماء بعد ما مطرت اذا امسکت وَغِیْضَ الْمَآءُ یقال
غاض الماء یغیض غیضا ومغاضا اذا نقص وغضته انا وهذا من باب فعل الشیء وفعلته
انا ومثله جبر العظم وجبرته وفغر الفم وفغرته وذلع اللسان وذلعته ونقص الشیء
ونقصته فقوله وَغِیْضَ الْمَآءُ ای نقص وما بقی منه شیء واعلم ان هذه الآیة مشتملة
علی الفاظ کثیرة کل واحد منها دال علی عظمة الله تعالی وعلو کبریائه انتهی اور قاضی
عبدالله بن عمر الشافعی نے انوار التنزیل میں لکھا ہو والآیة فی غایة الفصاحة لفخامة لفظها
وحسن نظمها والدلالة علی کنه الحال مع الایجاز الخالی عن الاختلال وایراد الاخبار
علی البناء للمفعول دلالة علی تعظیم الفاعل وانه متعین فی نفسه مستغن عن ذکره
اذ لا یذهب الوهم الی غیره للعلم بان مثل هذه الافعال لا یقدر علیه سوی الواحد
القهار انتهی اور علامہ نسفی نے مدارک التنزیل میں اس آیت کے اور اور نکات وفوائد کو بیان کرکے تحریر
فرماتے ہیں فاعتبروا من جهة الفصاحة المعنویة وهی کما تری نظم للمعانی لطیف
وتادیة لها ملخصة مبنیة لا تعقید یعثر الفکر فی طلب المراد ولا التواء یشبک
الطریق الی المرتاد ومن جهة الفصاحة اللفظیة فالفاظها علی ما تری عربیة مستعملة
سلیمة عن التنافر بعیدة عن البشاعة عذبة علی العذبات سلسلة علی الاسلات
کل منها کالماء فی السلاسة وکالعسل فی الحلاوة وکالنسیم فی الرقة ومن ثم اطبق
المعاندون علی ان طوق البشر قاصر عن الاتیان بمثل هذه الآیة ولله در شان التنزیل

لا یتامل العالم آیة من آیاته الا ادرك لطائف لا یسع الحصر ولا تظنن الآیة مقصورة
علی المذکور فلعل المتروك اکثر من المسطور انتهی وهکذا فی الکشاف وغیره من التفاسیر
وقال العلامة السیوطی فی الاتقان فی بیان حسن النسق هو ان یأتی المتکلم بکلمات متتالیات
معطوفات متلاحمات تلاحما سلیما مستحسنا بحیث اذا افردت کل جملة منه قامت
بنفسها واستقل معناها بلفظها ومنه قوله تعالی وَقِیلَ یَا أَرْضُ ابْلَعِی مَاءَكِ الآیة
فان جملة معطوفة بعضها علی بعض بواو النسق علی الترتیب الذی تقتضیه البلاغة
من الابتداء بالاهم الذی هو انحسار الماء عن الارض المتوقف علیه غایة مطلوب
اهل السفینة من الاطلاق من سجنها ثم انقطاع مادة السماء المتوقف علیه تمام ذلك
من دفع اذاه بعد الخروج ومنع اختلاف ما کان بالارض ثم الاخبار بذهاب الماء بعد
انقطاع المادتین الذی هو متاخر عنه قطعا ثم بقضاء الامر الذی هو هلاك من قدر
هلاکه ونجاة من سبق نجاته واخر عما قبله لان علم ذلك لاهل السفینة بعد خروجهم
منها وخروجهم موقوف علی ما تقدم ثم اخبر باستواء السفینة واستقرارها المفید
ذهاب الخوف وحصول الامن من الاضطراب ثم ختم بالدعاء علی الظالمین لافادة
ان الغرق وان عم الارض فلم یشمل الا من استحق العذاب لظلمه انتهی اور اظہار الحق میں
لکھا ہے کہ عتبہ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۂ حٰم فُصِّلَتْ سنی تو اپنی قوم سے جا کر یہ کہا واللہ
لقد کلمنی بکلام ما سمعت اذنای بمثله قط فما دریت ما اقول له وذکر ابو عبیدة ان اعرابیا
سمع رجلا یقرء فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ فسجد وقال سجدت لفصاحته وسمع رجل اخر من
المشرکین رجلا من المسلمین یقرء فَلَمَّا اسْتَیْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِیًّا فقال اشهد ان مخلوقا
لا یقدر علی مثل هذا الکلام وحکی الاصمعی جاریة فصیحة قالت او بعد فصاحة بعد
قوله تعالی وَأَوْحَیْنَا إِلَی أُمِّ مُوسَی أَنْ أَرْضِعِیهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَأَلْقِیهِ فِی الْیَمِّ
وَلَا تَخَافِی وَلَا تَحْزَنِی إِنَّا رَادُّوهُ إِلَیْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِینَ فجمع فی آیة واحدة

بین امرین و نهیین و خبرین و بشارتین وفی حدیث اسلام ابی ذر قد وصف اخاه
انیسا فقال واللہ ما سمعت باشعر من اخی انیس لقد ناقض اثنی عشر شاعرا فی الجاهلیة
انا احدهم وانه انطلق الی مکة وجاء بی قلت فما یقول الناس قال یقولون شاعر کاهن
ساحر ثم قال لقد سمعت ما قال الکهنة فما هو بقولهم ولقد وضعته علی اقراء
الشعر فلم یلتئم علی لسان احد بعدی انه شعر وانه لصادق وانهم لکاذبون وقد حکی
ان ابن المقفع طلب معارضة القرآن وشرع فیه فمر بصبی یقرء وقیل یا ارض ابلعی ماءک
فرجع فمحا ما عمل وقال اشهد ان هذا لا یعارض وما هو من کلام البشر وقدمها وقع
لیحیی بن حکیم الغزال بلیغ الاندلس پس اب دیکھنا چاہیے کہ جن لفظوں کو فصحائے اہل لسان و بلغائے
والا شان سہل و عذب قرار دیتے ہیں انکو یہ پادری صاحب ثقیل کہتے ہیں اور جس آیت کو یہ حضرات
بابرکات نمونۂ فصاحت و عنوان بلاغت سمجھتے ہیں اسکو یہ حضرت غیر فصیح ٹھہراتے ہیں پس اس صورت
میں بجز اسکے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ پادری صاحب اپنے چھوٹے منہ سے بڑی بات نکالکر اپنا اعتبار کھوتے
ہیں اور بفحوای ع واذا اتتک مذمتی من ناقص + فهی الشهادة لی بانی کامل + کے
قرآن پاک کی اور عظمت و شان بڑھاتے ہیں سبحان اللہ ع بگڑنے پر بھی زلف اسکی بنا کی + **قوله**
اخذ الالواح - افرغ علینا صبرا فثم وجه اللہ ان اللہ واسع علیم وقالوا اتخذ اللہ
ولدا سبحانه یہ عبارت قرآنی بسبب قرب المخارج و بعد المخارج و ادخال حرف شفتی بطرف حلقی و اجتماع
دو حرف یک جنس سے ثقیلہ ہیں **اقول** اوپر مع الشواهد والنظائر دکھلا دیا گیا کہ ان وجوہ ثلثہ سے نہ کوئی
لفظ ثقیل ہے اور نہ کوئی آیت و جملہ غیر فصیح پس پادری صاحب اپنی اس پرانی تان کو چھوڑیں اور اگر ممکن ہو تو
کوئی دوسرا راگ چھیڑیں ورنہ ع گرم تاکے بماند این بازار + ۔ در مکرر بستن مضمون رنگین لطف نیست
کم دہد رنگ ار کسی بند حنائے بستہ را + **قوله** عبارت قرآنی فلا اقسم بما تبصرون وما لا
تبصرون کلام ابی جہل قلیلا ما تؤمنون کلام عقبہ بن ابی معیط قلیلا ما تذکرون ٥
یہ تینوں عبارت باہم مساوی مندرجۂ قرآن ہیں **اقول** پادری صاحب کو اپنے اس قول کا مخرج

صحیح بھی لکھنا ضرور تھا تاکہ تصحیح نقل کر کے اسکی تنقیح و تنقید کی جاتی اور پھر بصورت تسلیم اسمیں قرآن
کا کیا نقصان ہی کیونکہ اعجاز قرآن فقط اسطقسات کلمات و عناصر عبارات ہی کے ساتھ مخصوص
نہیں ہی بلکہ اس تالیف خاص و نظم بالاختصاص کے ساتھ مختص ہی کما قال فی المثل السائر واعلم
ان تفاوت التفاضل یقع فی ترکیب الالفاظ اکثر مما یقع فی مفرداتها لان الترکیب
اعسر واشق الا تری ان الفاظ القرآن الکریم من حیث انفرادها قد استعملتها العرب
ومع ذلک فانه یفوق جمیع کلامهم ویعلو علیه ولیس ذلک الا لفضیلة الترکیب
وهل تشک ایها المتامل لکتابنا هذا اذا فکرت فی قوله تعالی وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي
مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ
الظَّالِمِينَ انک لم تجد ما وجدته لهذه الالفاظ من المزیة الظاهرة الا لامر یرجع الی
ترکیبها فانه لم یعرض لهذا الحسن الا من حیث تلاقت الاولی بالثانیة والثالثة
بالرابعة وکذلک الی آخرها فان ارتبت بذلک فتامل هل تری لفظة منها لو اخذت
من مکانها وافردت من بین اخواتها کانت لابسة من الحسن ما لبسته فی مواضعها
من الآیة ومما یشهد بذلک ویؤیده انک تری اللفظة تروقک فی کلام آخر فتکرهها
وهذا ینکره من لم یذق طعم الفصاحة ولا عرف اسرار الالفاظ فی ترکیبها وانفرادها
انتہی اور اظہار الحق میں لکھا ہی فان قیل ان فصحاء العرب لما کانوا قادرین علی التکلم
بمثل مفردات السورة ومرکباتها القصیرة کانوا قادرین علی الاتیان بمثلها قلت
هذه الملازمة ممنوعة لان حکم الجملة قد یخالف حکم الاجزاء الا تری ان کل
شعرة شعرة لا یصلح ان یربط به الفیل او السفینة واذا سوی من الشعرات حبل متین
یصلح ان یربط بهذا الحبل الفیل والسفینة ولانها لو صحت لزم ان یکون کل آحاد
العرب قادرا علی الاتیان بمثل قصائد فصحائهم کامرء القیس واضرابه انتہی اور
اتقان میں لکھا ہی اما الاعجاز المتعلق بفصاحته وبلاغته فلا یتعلق بعنصره الذی

هو اللفظ والمعنی فان الفاظه الفاظهم قال تعالیٰ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ و لا
بمعانیه فان کثیرا منها موجود فی الکتب المقدمة قال تعالیٰ وَاِنَّہٗ لَفِیۡ زُبُرِ الۡاَوَّلِیۡنَ و مافی القرآن
من المعارف الالٰهیة وبیان المبدء والمعاد والاخبار بالغیب فاعجازه لیس براجع الی القرآن من حیث
هو قرآن بل لکونها حاصلة من غیر سبق تعلیم وتعلم ویکون الاخبار بالغیب اخبارا بالغیب سواء
کان بهذا النظم وبغیره مورداً بالعربیة او بلغة اخری بعبارة او اشارة فاذن بالنظم المخصوص
صورة القرآن واللفظ والمعنی عنصره وباختلاف الصور یختلف حکم الشیء واسمه لا بعنصره
کالخاتم والقرط والسوار فانه باختلاف صورها اختلفت اسماؤها لا بعنصرها الذی الذهب والفضة
والحدید فان الخاتم المتخذ من الذهب ومن الفضة ومن الحدید یسمی خاتما وان کان العنصر مختلفا
وان اتخذ خاتم وقرط وسوار من ذهب اختلفت اسماؤها باختلاف صورها وان کان العنصر
واحدا قال فظهر من هذا ان الاعجاز المختص بالقرآن یتعلق بالنظم المخصوص وفیه انما یقوم الکلام
بهذه الاشیاء الثلٰثة لفظ حاصل ومعنی به قائم ورباط لهما ناظم واذا تاملت القرآن وجدت
هذه الامور فی غایة الشرف والفضیلة حتی لا تری شیئا من الالفاظ افصح ولا اجزل ولا اعذب
من الفاظه ولا تری نظما احسن تالیفا واشد تلاؤما وتشاکلا من نظمه واما معانیه فکل
ذی لب یشهد له بالتقدم فی ابوابه والترقی الی اعلی درجاته وقد توجد هذه الفضائل
الثلٰث علی التفرق فی انواع الکلام فاما ان توجد مجموعة فی نوع واحد منه فلم توجد الا فی
کلام العلیم القدیر جل شانه واعز سلطانه انتهی وهذا اوان الاختتام بعون الله الملک العلام
وقد تشرف بکتابتها العبد المذنب الراجی الی رحمة الله ابو محمد عبد الله غفر له الله ووفقه
بما یحب ویرضاه واوصله الی غایة ما یتمناه فی یوم العشرین من شعبان ۱۳۰۸ سنة من الهجرة
النبویة علیه الصلوٰة والتحیة وکان هذا فی کلکتة المحمیة واضح ہو کہ جب مین اس رسالے کا
جواب لکھ چکا تو مجھے پادری صاحب کا ایک اور گمنام رسالہ ملا جس مین اُنھون نے بزعم خود منقلہ کا جواب
لکھا اور قرآن شریف پر بھی اور کچھ اعتراض کیا ہے اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ اسمین اُسکی بھی خبر لیجائے

تاکہ یہ پادری صاحب کا پورا جواب ہوجائے فہو ہذا۔ **قولہ** فرماتے ہین کہ قرآنِ عثمان مدینے مین کہان سے آکے موجود ہوا **اقول** جہالت آپنے خود اپنے رسالے کے صفحہ ۹ و ۱۰ مین انھین حضرت عثمان رضؓ کے حال مین تحریر فرمایا ہے کہ سات جلد قرآن لکھوا کے ایک مکہ کو ایک یمن اور ایک بحرین اور ایک بصرہ اور ایک کوفہ اور ایک شام کو بھیجی اور ایک جلد مدینے مین رکھی تب صاحب انکار کرتے کیون ہوصاحب نامہ یہ حاضر ہے دیکھو تو پتہ کہ خط ملتا ہے کسکا اور عبارت کسکی ملتی ہے۔ ہر کس از دستِ غیر نالہ کند۔ سعدی از دستِ خویشتن فریاد۔ **قولہ** شانے کا گوشت کا پنپتا تھا **اقول** اس واقعے مین لفظ فواد یا بوادر واقع ہے اور ان دونون کے معنی گوشت شانہ ہرگز نہین من ادعیٰ فعلیہ البیان بالحجۃ والبرہان **قولہ** یحسب یحسبون تحسبون یخصمون لیکونا لاو صلبن **وقولہ** صفحہ ۲۵ لا تحسبن لا یحسبن کس باب سے ہین کیونکہ یہ سب صیغے قرآن مجید مین خلاف قاعدہ صرف مندرج ہین **وقولہ** صفحہ ۲۸ اصدق کسکا صیغہ ہے **اقول** منقلہ مین لکھدیا گیا تھا کہ ان صیغون کے ابواب وغیرہ ادنیٰ ادنیٰ طلبا بھی جانتے ہین ہان یخصمون ولیکونا مین چونکہ باعتبار ان طلبا کے ذرا دقت تھی اسلیے اسکی تعلیل و توجیہ بھی لکھدی گئی جیسے اصدق کے لیے لکھا جاتا ہے کہ اصل مین اتصدق تھا مطابق قاعدۂ مشہورہ تا کو صاد سے بدل کر صاد کو صاد مین ادغام کیا پس باوجود اسکے بھی جو پادری صاحب وہی صیغے گردانے جاتے ہین تو انکی خدمت مین یہ عرض ہے کہ پہلے آپ ان صیغ کی مخالفت صرفی وشناعت وزنی وقباحت حرفی ثابت کیجیے اسکے بعد جواب لیجیے والا سے کون سنتا ہے کہانی تری اے یار غلط۔ کیون بغل مین لیے پھرتا ہے تو طومار غلط۔

قولہ قلن نسوۃ وفسجد الملائکۃ جو کہ از روی قواعد صرف و نحو صحیح و درست ہے قال نسوۃ وفسجد الملائکۃ کو جو خلاف قواعد صرف و نحو ہے عبارت قرآنی کو نحویون نے اپنی اپنی کتاب مین بطریق امثلہ لکھدیا۔ قال صیغۂ واحد مذکر و نسوۃ جمع مؤنث ہے محض خلاف قاعدہ ہے قس فسجد الملائکۃ **اقول** ماشاء اللہ پادری صاحب کی یہ ایسی فصیح عبارت ہے کہ جسکو دیکھ کر آدمی انکا مبلغ علم معلوم کر سکتا ہے ثانیاً معلوم نہین کہ قاعدے سے پادری صاحب کونسا قاعدہ مراد لیتے ہین کیونکہ اگر انھین نحاۃ ثقات کے مستخرجہ قواعد مقصود ہین تو پھر اُنپر یہ چوٹ کیسی اور اگر انکے قواعد مستخرجہ کے علاوہ کوئی اور دوسرا قاعدہ ہے تو پہلے

اُسے بیان کرنا اور لوگون کو تسلیم کرانا اور اُسکا تلقی بالقبول ہونا ضرور تھا تاکہ مخالفۃ علی سبیل المطابقۃ متحقق ہو لی و الا ہیچ ثالثاً جس عبارت کو پادری صاحب بزعم خود صحیح فرماتے ہین درحقیقت وہی غلط او جسے آنکی بیہودی لیاقت غلط تصور کرتی ہو فی الحقیقۃ وہی صحیح ہو کیونکہ لفظ نسوۃ قوم و رہط کے مانند ایسی جمع ہو جسکا واحد نہین دیکھا قاموس مین لکھا ہو والنسوۃ بالکسر و الضم والنساء والنسوان بکسرھن جموع المرأۃ من غیر لفظھا اور ملائکہ اگرچہ ملک کی جمع ہو لیکن جمع تکسیر پس اول کا فعل تو حقیقۃً واحد ہی چاہیے باقی ثانی کا بھی ازروی قاعدہ واحد ہی ہوتا ہو دیکھیے ہدایۃ النحو مین بھی لکھا ہو قام الرجال اور اسکی شرح درایہ مین لکھا ہو اذا جاءك المؤمنات وقال نسوۃ وقالت الاعراب اور عرب کے کلام مین بھی ایسا ہی آیا ہو دیکھیے ربیع بن زیاد حماسی کہتا ہو ؎ من کان مسرورا بمقتل مالك فلیات نسوتنا بوجہ نہار + وفیہ قالت امرأۃ ؎ وقد علم الاقوام ان بناتہ صوادق اذ یندبنہ وقوامہ + وقال امرء القیس ؎ فظل العذاری یرتمین بلحمہا + وشحم کھداب الدمقس المفتل + **قولہ** خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ وَ خَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ فَبِاَیِّ اٰلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ بنایا آدمی کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا اور بنایا جان آگ کی دیگ سے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤگے اگر انسان و جن سے مراد جمیع یعنی جمیع انسان و جن مراد ہین تو بقیاس معنی جمع پڑی توکسیطرح کی قباحت نہین کیونکہ انسان ایک فرقہ ہو اور جن ایک فرقہ ہو یعنی فریقان الانس و جن یکذبان فعل تثنیہ بفاعل ہو اگر صیغہ جمع یکذبون اختصموا کے مثل ہوتا تو خلاف قاعدہ صرف و نحو ہوتا **قول** اولاً صاحبان علم ذرا پادری صاحب کی عبارت کی بہار دیکھین و ثانیاً خلق الجان من مارج کا ترجمہ بنایا جان آگ کی دیگ سے ملاحظہ فرمائین ثالثاً پادری صاحب خیال فرمائین کہ یہ دونون عبارتین باقاعدہ ہین اور کسی مین کسی طرح کی قباحت نہین کیونکہ صیغہ تثنیہ فَبِاَیِّ اٰلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ مین باعتبار لفظ کے ہے اور ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا مین جمع باعتبار معنی کے و کلاہما جائز و شائع فی کلام البلغا کما فی **قولہ تعالیٰ** وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ قال فی الجلالین روعی فیہ معنی من وفی ضمیر یقول لفظہا انتہی وقال العدیل بن الفرخ

العجلي الحماسي ؎ کان ثنایاھا اغتبقن مدامة ۔ ثوت حججا في رأس ذي قنة فرد +

قولہ نقض معمول کا عامل کون ہی کہ جسکے سبب سے مجرور یعنی زیر ہی جواب مولوی صاحب یہ ہی کہ بائی جارہ ہی دیکھیے تفسیر بیضاوی مین یہ ہی کہ فخالفو فہم ونقضوا فعلنا بھم بنقضھم الخ خلاصہ یہ ہی کہ بائی جارہ عبارت قرآنی سے محذوف ہی پس دریافت ہوا کہ بائی جارہ قرآن مین کم ہے **اقول** پادری صاحب کے علم وفہم مین البتہ کمی ہی ورنہ قرآن مین نہ کچھ کمی ہی اور نہ زیادتی کیونکہ اصل عبارت قرآن معترضہ علیہا یہ ہی فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ اور اسی کی تفسیر مین علامہ بیضاوی نے یہ لکھا ہی فخالفوا ونقضوا فعلنا بھم بنقضھم وما مزیدة للتاکید وفی المدارک ما زائدة افادت تفخیم ھذا الامر وھذا التفخیم لایعلمہ الا اھل للسان بالسلیقة ھکذا في حاشیة البیضاوي ایضا یہی عبارت منقلہ مین لکھی گئی تھی اور پادری صاحب کو اسی کے مطالعے کی ہدایت ہوئی تھی لیکن الهداية امر بید اللہ اگر پادری صاحب کو یہ نعمت نہ نصیب ہوئی تو مین کیا کرون ؎ چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو + سوزنِ تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے + **قولہ** قوم ابرہیم نے مغفرت نہین مانگی بلکہ حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالدیا **اقول** پادری صاحب نے قرآن شریف کی عبارت فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ پر یہ اعتراض کیا تھا کہ ب پر نصب کس سبب سے ہے اسکے جواب مین اعراب القرآن کی یہ عبارت لکھدی گئی تھی اعرابہ کا عراب وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا فالجمھور علی نصب اللام علی ان اسم کان ما بعد الا وھو اقوی من ان تجعلھا خبرا والاول اسما لوجھین احدھما ان قالوا اشبہ المضمر فی انہ لایضمر وھو اعرف والثانی ان ما بعد الا مثبت والمعنی کان قولھم ربنا اغفر لنا دابھم فی الدعاء ویقرء برفع الاول علی انہ اسم کان وما بعد الا الخبر اسکو تو پادری صاحب سمجھے نہین فقط ربنا اغفر لنا دیکھ کر یہ خیال کرکے کہ ہو نہو اس مین قوم ابراہیمؑ کی مغفرت کا بیان ہی بناء علیہ یہ لکھدیا کہ قوم ابراہیمؑ نے مغفرت نہین مانگی بلکہ حضرت ابراہیمؑ کو آگ مین ڈالدیا لاحول ولا قوة الا باللہ مارے تیر الیھوا اور ڈوبے خیر آباد ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی + این رہ کہ تو میروی بترکستان ست + **قولہ** وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ۔ ان ناصب اسم و رافع خبر ہے ان کی خبر مرفوع کہان ہے

مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اسکی خبر کائن وغیرہ مقدر و محذوف ہی مولوی صاحب بار بار اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ کو پیش کرکے کہتے تھے کہ خدا قرآن مجید کا حافظ ہی قرآن پاک کوئی گھٹا بڑھا نہین سکتا مولوی صاحب نے لفظ کائن وغیرہ عبارت قرآنی مین داخل کرکے قرآن کی کمی پوری کردی **قول**

ع۔ برین عقل و دانش بباید گریست ✦ کیونکہ متعلقات و مقدرات کا انکار وہی بیخبر کرسکتا ہی جو کسی زبان مین تلفظ نہین کرتا بلکہ حیوان مطلق کے مانند صُمٌّ بُکْمٌ رہتا ہی ورنہ محاورات انسانی مین جو کلام کریگا وہ متعلقات ومقدرات کو ضرور تسلیم کریگا کیونکہ ہر زبان مین یہ امر خاص بہیأت مخصوصہ پایا جاتا ہی اور اس سے کلام کا گھٹنا بڑھنا بجز پادری صاحب ایسے عالی فہم کے اور کوئی نہین کہہ سکتا حضرت پادری صاحب ذرا ہوش وحواس کو درست رکھکر اپنے علم وفہم سے کام لیجیے اور یہ یاد رکھیے کہ قرآن شریف بموجب اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ کے بیشک ہر طرح سے محفوظ ہے اور بفحوای لَا یَأْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ کے کسی قسم کی کمی وزیادتی اُسمین داخل نہین ہوسکتی و کیف ؎ چو بزم افروز صنع خویش گردد قدرت بیچون ✦ چراغ برق در باد و باران میکند روشن ✦ **قولہ** تفسیر بیضاوی پیش کرکے ثُمَّ کَانَ عَاقِبَۃَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓأٰی کو جو کہ اصل عبارت قرآنی ہی چھوڑکے اسکی جگہ ثم کان عاقبتہم العقوبۃ او الخصلۃ السوئی بیان کیا ہی اور عبارت قرآنی پر ترجیح دیتے ہین انصاف فرمائیے کہ تحریف وتبدیل عبارت قرآنی ہوئی یا نہین مفسرین کو چاہیے کہ اصل عبارت کا مطلب بیان کرین نہ کہ اپنی طرف سے عبارت گڑھین مفسرین کتب مقدسہ اصل عبارت یونانی وعبرانی کے مطالب بیان کرتے ہین **اقول** قریب چالیس برس کے عرصہ ہوا ہوگا کہ پادری صاحب عیسائی ہوے اور جب سے برابر مشنری ہی کا کام کرتے ہین لیکن افسوس ہے کہ ابتک تحریف وتبدیل وتفسیر کے معنے خیال شریف مین نہ آئے ؎ چہل سال عمر عزیزت گذشت ✦ مزاج تو از حال طفلی نگشت ✦ خیر اب بھی اگر ان الفاظ ثلاثہ مین ذرا غور کرینگے تو تفسیر کو ہرگز تحریف وتبدیل نفرمائینگے اور اپنی بڑ مین جو گڑھنے کا لفظ استعمال کرگئے ضرور اسپر ندامت کھینچینگے ع بازآ بازآ صد بار اگر توبہ شکستی بازآ ✦ اور اپنے مفسرین بائیبل کا جو تذکرہ خیر کرتے ہین تو ناحق اپنے بزرگون کے چھپے ہوے عیبون کے ظاہر کرنے مین کوشش فرماتے ہین ؎ غنی طرح سخن

خود کن اگر میل سخن داری ❊ چرا باید تصرف در زمین دیگران کردن ❊ دیکھیے میور صاحب تاریخ کلیسیا مین لکھتے
ہین قدیم فیلسوفون کے درمیان یہ رسم ایک عرصے سے جاری تھی کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے ایسے شخص
کے نام سے مشہور کرین جسکو سب مانتے ہون تا کہ لوگ اُنکے مضامین کو دل دیکر پڑھین گو یہ عوام الناس کو
معلوم ہو کہ وہ مضامین صرف مصنف کے ہین یہ بات جہان صرف خیالی عقائد در پیش ہین گفتگو ہو شاید
مضر نہو لیکن جب اُسنے دین عیسوی مین راہ پائی تو بجز اسکے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار
پیدا ہو اور اُسکے اُسوقت کی صفائی مین داغ لگے اور آئندہ کے لیے بڑی بڑی خرابیون کا سامان
پیدا ہو یہی اُن جعلی انجیلون کی اور اعمالون کی اور مکاشفاتون کی جڑ ہوئی جو لوگون نے کسی نہ کسی حواری
کے نام سے مشہور کردی ہین جو کتابین کہ بہت دن کے بعد لکھی گئین لوگون نے حواریون کے تابعین
کی تصنیف بتلادین اسطرح کی دغا فریب اکثر کسی نئے مسئلے کو قدیم ثابت کرنیکے لیے خواہ تادیب مین کوئی
تازہ بات ایجاد کرنے کیلیے خواہ کسی اندازے کا اختیار حاصل کرنیکے لیے کام مین آتے تھے اور اس مکروہ مگر عام پسند
قاعدے کو کہ سچ کی تایید جھوٹ سے جائز ہو سکتی ہے لوگ جب ٹھہراتے تھے چھ سو برس سے زیادہ یہ موجب رسوائی کلیسیا کے
روم مین بنا رہا اور اُسی کتاب کے صفحہ ۱۹ مین لفظ نسطقی کی تفسیر مین لکھا ہے یہ لفظ یونانی ہے اُس زمانے مین
اسکے معنی صرف علم و دانش کے ہین لیکن آخر زمانے مین عیسائی مصنفون کے درمیان اُس سے مراد اُس
واقفیت سے لی گئی جو راز کے طور پر عقیدون سے یا پوشیدہ تفسیرون سے کہ ہر شخص کو معلوم نہین ہو سکتی
تھی ہوا کرتے تھے انتہی اور عبرانی کا یہ حال ہے کہ پیدائش کے ۱۶ باب کی ۱۲ آیت مین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
کی شان مین یہ لکھا ہے

והוא יהיה פרא אדם ידו בכל ויד כל בו

یہ عبارت عربی حرفون مین یون لکھی جائیگی وهو يه يه پيري آدام يادو بكل ويد كل بو اور
اسکا ٹھیک عربی ترجمہ یہ ہوگا وهو يكون انسانا حرا يده بالكل ويد الكل به چنانچہ ترجمہ عربیہ
سنہ ۱۸۱۱ء مین یہی لکھا ہے يده في الكل ويد الكل فيه جسکا اردو یہ ترجمہ ہوگا کہ وہ آزاد آدمی ہوگا اور

اُسکا ہاتھ سب مین اور سب کا ہاتھ اُسمین ہوگا لیکن آپ کے علمای مفسرین اور بہت سے حضرات مترجمین نے بیان جو کارستانیان کی ہین اور اسکے بے لفظین گڑھی ہین اُنکو ملاحظہ فرمایئے نسخہ عربیہ مطبوعہ ۱۸۶۶ء (جسکے عنوان مین یہ لکھا ہی کتاب المقدس المشتمل علی کتب العہد العتیق الموجودة فی الاصل العبرانی وایضا کتاب العہد الجدید لربنا یسوع المسیح طبعہ العبد الفقیر ولیم واطس فی لندن المحروسة سنة ۱۸۶۶ المسیحیة علی النسخة المطبوعة فی رومیة العظمی سنة ۱۶۷۱ لمنفعة الکنائس الشرقیة) مین اِس جملے کا یہ ترجمہ کیا ہی هذا سیکون انسانا وحشیا ویدہ ضد الجمیع وید الجمیع ضدہ اور ترجمہ اردو (جسکے عنوان مین یہ لکھا ہی کتاب مقدس یعنی پُرانا اور نیا عہد نامہ انکا ترجمہ عبرانی و یونانی زبانون سے زبان اردو مین ہوا جسے تصحیح کرکے اب چوتھی بار چھپواتے ہین میرزا پور مین نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی کی طرف سے ارفن اسکول پریس کے وسیلے ڈاکٹر سیتھر صاحب کے اہتمام سے ۱۸۷۰ء مین چھاپی گئی) مین لکھا ہی وہ وحشی آدمی ہوگا اُسکا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اُسکے برخلاف ہونگے اور اسکے رفرنس مین باب ۲۱ کی آیت ۲۰ کا حوالہ کیا اور وہان یہ لکھا ہی اور خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان مین رہا اور تیر انداز ہوگیا اور وہ فاران کے بیابان مین رہا اور پھر اسی مترجم نے لفظ وحشی پر یہ ۱۱ نشان دیکر (یا گورخر سا) بھی لکھا ہے اور یہ سب عبرانی لفظ پیرا مین ان حضرات نے یہ گُل کھلایا ہے جسکے معنی جنگل پھول پر اوقات بسر کرنے والا یا پھولا پھلا یا خود مختار و غیر تابع و عجیب و انوکھا آدمی بھی ہے جیسا کہ جسنیس وبرسلا وغیرہ عبرانی لغویون نے تصریح کی ہی پس باوجود اسکے جو ان حضرات مترجمین نے یہ زہر اُگلا ہی تو لفظ گڑھنا اگر اسکو نہ کہینگے تو اور کسکا نام دھرینگے افسوس ہی کہ ان حضرات مترجمین و مفسرین نے اپنی بائبل کے فحوا و مطلب کو بھی کچھ نہ سوچا کہ اللہ تعالی نے ان جملون کو حضرت ہاجرہ کی تسلی کے مقام پر ذکر فرمایا ہی پس ایسے محل مین ہر عاقل وہی جملہ کہا کرتا ہی جس سے شخص مبتلا کو تسکین ہو نہ ایسا جملہ استعمال کرتا ہی جس سے اُسکا قلق و ہیجان اور بھی بڑھجاے پس مطابق اسکے اس مقام پر جب ایسے ہی معنی لیے جاوینگے جس سے یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالی حضرت اسمعیل کے اوصاف محمودہ بیان کرکے اُنکی والدہ ماجدہ کی تسلی و تسکین فرماتا ہی یعنی وہ ایک شاندار

وخود مختار و بامراد آدمی ہوگا جیسا کہ آیت ۲ باب ۱۲ مین ہے کہ وہ تیر انداز ہوا تب ہی ٹھیک ہوگا نہ ایسا
جملہ کہ وہ سب کے برخلاف ہوگا اور سب لوگ اُسکے برخلاف ہونگے اسمین اُنکی کیا تسکین ہوئی ہوگی بلکہ
اور حیرانی و پریشانی اُنکو لاحق حال ہوئی ہوگی پس چونکہ عام عقلا کا کلام بھی اس سے مبرا و معرا ہوا کرتا ہے
الہامی کلامون مین ایسا مضمون کیونکر پایا جاسکتا ہے پس اس سے ثابت ہوگیا کہ یہ حضرات مترجمین و
مفسرین بائبل کی گڑھت و بناوٹ ہے وبس ۵ مضمون دزدی یاران نمی باشد غمی مارا بہ چنان بستیم
مضمون راکہ نتواند کسی بردن **قولہ** اِذًا اسم مبنی پر تنوین کیون ہے الی قولہ اذ جملے کی طرف مضاف
ہو تو جملے کو گرا کے اُسکے عوض اذ کو تنوین دیتے ہین نحویو مُنذ وحینئذ الی قولہ یہ تنوین بالجر ہے اور اذ کی تنوین
بالفتح ہے سورۃ العنکبوت وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ
الْمُبْطِلُونَ الی قولہ سورۃ النازعات قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ **اقول** پادری صاحب آپنے یہان
یہ تسلیم کیا کہ جملہ محذوفہ مضاف الیہ کے بدلے اذا منون ہوا ہے تو اُسیکے ساتھ یہ بھی کیون نہ خیال فرمالیا
کہ جیسا جملہ محذوفہ ہوگا ویسے ہی تنوین سے اذا منون ہوا کریگا چنانچہ حینئذ ویومئذ کا مضاف الیہ
جملہ حین اذ کان کذا و یوم اذ کان کذا ہے اسلیے یہ مجرور ہے اور جملہ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ مین اذا
کنت قاریا کاتبا اور اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ مین اذ اکرتنا ای رجعتنا تکون رجعۃ خاسرۃ ہے اسلیے
یہ منصوب ہے پس افسوس ہے کہ آپ حیثیات کا فرق نہین کرتے اور ہر جگہ ایک ہی اعتبار جائز رکھتے ہین
وھو کما تری ۵ براہ جستجوی او قدم فہمیدہ نہ سالک * کہ موسیٰ بے عصا این راہ نتوانست طی کردن
قولہ سورہ یوسف رکوع ۴ قَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ الی قولہ ذَٰلِكُنَّ اسم اشارہ
جمع مونث ہے ذٰلِکَ اسم اشارہ مذکر کی جگہ پر کیون استعمال کیا کیونکہ مشار الیہ مذکر ہے کیا فصاحت و
بلاغت کے یہی معانی ہین کہ ذٰلِکُنَّ اسم اشارہ جمع مونث کو ذٰلِکَ اسم اشارہ مذکر کی جگہ پر مشار الیہ مذکر
کے لیے استعمال کرین اور یہان پر مشار الیہ حضرت یوسف ؑ ہین اگر عبارت قرآنی قَالَتْ فَذَٰلِكَ الَّذِي
لُمْتُنَّنِي فِيهِ ہوتی تو از روی قواعد صرف و نحو درست ہوتی ای فھو ذلک العبد الکنعانی الذی
لمتننی فیہ **اقول** یہ سب تو آپ فرما گئے لیکن تفسیر بیضاوی وغیرہ مین جو یہ جملہ ہے اُسپر

نظر نہ ڈالی فھذا ھو الذی لمتنی فیہ فوضع ذلک موضع ھذا رفعا لمنزلۃ المشار الیہ انتہی
کاش اگر آپ اسکو ملاحظہ فرماکر ذرا بھی غور فرماتے تو یہ اعتراض ہرگز نکرتے اور قرآن شریف کی بے مثل فصاحت
و بلاغت پر ضرور ایمان لاتے سہ واذا خفیت علی الغبی فعاذر ٭ الا ترانی مقلۃ عمیاء **قولہ**
سورہ منافقون رکوع ا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ الی قولہ
اَسْتَغْفَرْتَ کس کا صیغہ اور کس باب سے ہے جو کہ ہمزہ بالنصب ہے اگر باب استفعال سے ہی تو ہمزہ بالکسر ہونا چاہیے
الی قولہ ہمزہ وصلی ہو نہ قطعی الی قولہ اگر ہمزہ استفہام ہی تو محذوف ہمزہ وصلی کی کیا وجہ اور ترجمے مین ہمزہ
استفہام کا ترجمہ فارسی اردو مین نہین ہے اور تَسْتَغْفِرْ کے بعد لَهُمْ کا ترجمہ اردو مین کیون ترک کیا
و اَسْتَغْفَرْتَ صیغہ ماضی کو استغفر صیغہ امر کی جگہ کیون استعمال کیا **اقول** بیابر پادری صاحب نے خود
کئی سوال کر گئے بہت ساز ہر اگل گئے بس نمبروار ہم سبکے جواب پیش کرتے ہین ع گر قبول افتد زہی عز و شرف
پہلے سوال کا جواب تو پادری صاحب نے خود ارشاد فرمایا ہی کہ اَسْتَغْفَرْتَ صیغہ ماضی الی قولہ باب استفعال
سے ہے اور ثانی کا جواب اعراب القرآن مین یہ لکھا ہی والھمزۃ فی استغفرت لھم مفتوحۃ ھمزۃ
قطع و ھمزۃ الوصل محذوفۃ و فی حاشیۃ البیضاوی بفتح الھمزۃ لکونھا ھمزۃ الاستفہام
وسقوط ھمزۃ الوصل اور ثالث کا یہ جواب ہے کہ جب لفظ اَمْ کا ترجمہ کیا گیا تو ہمزہ استفہام کے ترجمے
کی ضرورت نرہی کیونکہ اُسی سے مطلب سمجھا جاتا ہی کما لا یخفی اور رابع کا یہ جواب ہی کہ جن تراجم قرآن
مین لفظی ترجمہ کیا گیا ہی اُنمین لفظ لَهُمْ کا بھی ترجمہ ہوا ہے اور جنمین مرادی ترجمہ ہوا ہی اُنمین اُن ضمائر و صلات
کے ترجمے کی کوئی ضرورت نہین سمجھی گئی کیونکہ نفس مطلب بدون اُنکے بھی حل ہو جاتا اور ہر شخص اصل مطلب
بوجھ جاتا ہی پس باوجود اسکے بھی اُنکا ترجمہ کرنا اردو فارسی ترجمون کو غیر فصیح کرنا بلکہ بعض جگہ غیر مفہوم و معقد
کر دینا ہی جیسے کہ ان نقائص و عیوب سے آپکے بائبل کے ترجمے مملو و مشحون ہین کما لا یخفی علی المتدرب
اور خامس کا یہ جواب ہی کہ ماضی مین تصرم و تحقق ہوتا ہی اسلیے ایسے محل مین بھی مذکور ہوا کرتا ہی کما لا
یخفی علی المھرۃ **قولہ** سورہ بقرہ رکوع ۱۲ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ سورۃ الانفال رکوع ۴
اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ الا فی الفاسقون والمتقون کے واو کو عمل بالنصب اعراب بحرف یا کیون

نہین کیا کیونکہ الا حرف استثنا مستثنےٰ منہ کے بعد آتا ہی مستثنیٰ کو نصب کرتا ہی **اقول** قال فی
ہدایۃ النحو و ان کان مفرغا بان یکون بعد الا فی کلام غیر موجب والمستثنیٰ منہ غیر مذکور
کان اعرابہ بحسب العوامل تقول ماجاءنی الا زید وما رأیت الا زیدا وما مررت الا بزید کاش
پادری صاحب نے اگر یہ عبارت بھی دیکھی ہوتی تو یہ سوال نکرتے ؎ چشم بدکن کہ شد از چشمۂ عرفان روشن
آتش طور ز ہر سنگ توان دیدن **قولہ** سورۃ الزخرف رکوع ۷ الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو
الا المتقین الی قولہ عمل بالنصب اعراب بالحرف یا کیا یعنے جو واو کہ المتقون مین ہی یا سے بدل کر کے المتقین کیا
آپ فرمایئے کہ سورۃ البقرہ و سورۃ الانفال مین الا نے کیون نہ عمل کیا اور سورۃ الزخرف مین عمل کیا
اسکی کیا وجہ ہی **اقول** اسکی یہی وجہ ہی کہ وہ استثنا مفرغ ہی اور یہ متصل ہے اور اسکا وہی اعراب ہوا کرتا ہے
اور اسکا یہی کاش آپ ہدایۃ النحو و کافیہ بھی سمجھکر پڑھے ہوتے تو یہ سوال نکرتے کیونکہ اس مین آپ کی
قلعی کھلی جاتی اور رہی سہی قابلیت بھی ظاہر ہوئی جاتی ہی ؎ تراآہ دل مجنون چو دامنگیر شد لیلیٰ
درین رہ محملی خود را شبی پی میتوان کردن + **قولہ** سورۃ الانبیاء رکوع ۲ لوکان فیہما آلہۃ
الا اللہ لفسدتا الی قولہ سورۂ آل عمران رکوع ۶ وما من الٰہ الا اللہ علامہ جمال الدین نے جو کہ
سورۃ الانبیاء مین کہ الا حرف استثنا اللہ کی جمیع آلہۃ جمع منکورہ غیر محصورہ مستثنیٰ منہ کے بعد اور الا
کے بعد اللہ کو بالضم مستثنیٰ بیان کیا کہ یہان الا غیر کے مانند صفت ہی غیر کا عمل الا کے مانند ہوا اس سبب سے
الا ناصب نہین اب جناب مولوی الشیخ ابن حاجب کا قاعدہ آل عمران رکوع ۶ مین کیا ہوا کہ الا اللہ
مستثنےٰ منہ کے بعد واقع ہی اور اللہ جمع منکورہ غیر محصورہ نہین ہی اللہ مستثنیٰ منصوب نہوکے بالضم کیون ہی
اقول علامۂ ابن حاجب کے دونون قاعدے بجائے خود صحیح ہین ایک کو تو آپ تسلیم ہی کرتے ہین
باقی دوسرا وہ بوجہ مستثنیٰ مفرغ کے بحسب عامل اپنے مرفوع ہے کما لا یخفیٰ وقد مر مرارا فتذکر ؎
از تغافل حریف ناشنید باشد سندہ ایم ٭ یار را انگشت در گوش ست و ما را در دہن + **قولہ** ان ہٰذا
الا سحر مبین اگر عبارت قرآنی ان ہٰذا الا سحرا مبینا ہوتی تو از روی قاعدۂ صرف و نحو درست
ہوتی کیونکہ الا حرف استثنا مستثنےٰ منہ کے بعد و مستثنیٰ کے قبل واقع ہی مستثنیٰ کو نصب کرتا ہی **اقول**

یہ حکم مستثنے متصل کا ہی اور یہ مستثنی مفرغ ہی اور اسکا اعراب بحسب عوامل ہوا کرتا ہے کما مرفیۃ ہو
؎ گر سخن از خود نداری بہ کہ بربندی لسان ٭ تا بکی چون خامہ رانی حرف مردم بر زبان ٭ قولہ سورہ المائدہ
رکوع ۱۰ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ اگر مستثنیٰ منہ کو غیر محصورہ سمجھ کے مستثنیٰ کو حرف استثنا الا کے بعد ضمہ دیا ہے
تو سورہ یونس رکوع ۱ مین اِلَّا النَّاسُ غیر محصورہ کے بعد واقع ہی مستثنیٰ اُمَّةً کو ضمہ کیون ندیا وَمَا كَانَ
النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا اقول حضرت پادری صاحب وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدٌ مین
جو آپ سمجھتے ہین وہ سمجھکر ضمہ نہین دیا گیا ہی بلکہ ان دونون آیتون مین مستثنیٰ مفرغ ہونیکے سبب سے بحسب عوامل
اعراب دیا گیا ہے پہلا چونکہ محل خبر مین ہی اسلیے مضموم ہوا و ثانی کان کی خبر ہی اسلیے منصوب کیا گیا
اور الا ان دونون مین فارغ عن العمل رہا فتامل فانہ دقیق جدا قولہ سورہ ہود رکوع ۲ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ازروی قاعدہ الا النار چاہیے سورہ الرعد رکوع ۳ وَمَا الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ اگر متاعا ہوتا تو ازروی قاعدہ منضبطہ صرف و نحو عبارت صحیح و درست ہوتی
اقول چونکہ ان دونون آیتون مین بھی پہلی آیتون کے مانند مستثنیٰ مفرغ ہین اسلیے ازروی قاعدہ
منضبطہ صرف و نحو یون ہی درست ہین لیکن اگر آپ کی فہم عالی درست ہوگی تو یہ سب آپ کو درست
معلوم ہونگی والا ؎ فکم من عائب قولا صحیحا ٭ وآفتہ من الفہم السقیم ٭ قولہ سورہ
یوسف رکوع ۱۰ اسْتَيْـَٔسُوْا تَايْـَٔسُوْا يَايْـَٔسُ ۱۱ اسْتَيْـَٔسَ یہ کسکے صیغے ہین اور الف کو تا و یا کے
مابعد زائد کرنے کی کیا ضرورت ہی وعین فعل بالنصب کیون ہی کیا فصاحت کی سبب سے یہ لغات مستعمل ہین
اقول فصول اکبری پڑھنے والا بھی ان صیغون کو بتلا دیگا لکن زیادۃ السین والیاء فہی للمبالغۃ
کما فی البیضاوی وفیہ عن البزی یاستایس بالالف وفتح الیاء من غیر ہمزۃ واذا وقف
حمزۃ القی حرکۃ ہمزۃ علی الیاء علی اصلہ انتہی اور اس مین مخل بالفصاحۃ کون امر ہی آپ کو اسے
بیان کرنا تھا والا جرح مجرد کوئی جرح نہین اور اسکے فصیح ہونے کے لیے قرآن مین آنا و فصحای عرب عربا
کے محاورے مین پایا جانا کافی ہی اما الاولی فظاہر واما الثانی فقال مالک بن عوف ؎ لقد
یئس الاقوام انی انا ابنہ ٭ وان کنت عن ارض العشیرۃ نائبا ٭ کما فی الاتقان عن ابن

عباس رض والمجمع وقال سحیم بن دبل الیربوعی اقول لاہل الشعب اذ ناسرونني + الم تیئسوا اني
ابن فارس زهدم + کما فی الصحاح والمجمع وقال المتلمس الحماسی ؎ الم تران الجون اصبح
راسیا + تطیف به الایام ما یتائیس وقال محمد بن بشیر الحماسی ؎ لا تیاسن و
ان طالت مطالبه + اذا استعنت بصبر ان تری فرجا + وقال البید ؎ حتی اذا یئس
الرماة وارسلوا + غضفا دواجن قافلا اعصامها + **قوله** سورۂ الانعام رکوع ولتستبین
کس کا صیغہ ہے اس فعل اور اسکے فاعل مفعول مین کیون اختلاف ہی وکذلک نفصل الایات
ولتستبین سبیل المجرمین واو عطف محض غلط ہی اگر عبارت فارسی ترجمۂ قرآن کو غور فرمائیے
تو صاف ظاہر ہوگا کہ مولوی ولی اللہ صاحب واو عطف کو غلط سمجھ کے عبارت فارسی مین نہین لائے
اگر عبارت قرآنی وکذلک نفصل الایات لتستبین سبیل المجرمین یون ہوتی تو از روی ترجمۂ
فارسی مولانا شاہ ولی اللہ صاحب درست ہوتی - ترجمۂ فارسی - وہمچنین تفصیل سکنیم نشانہا را تا ظاہر شود راہ
ستمگاران **اقول** صیغہ تو اسکا ظاہر ہی باقی فاعل و مفعول مین جو اختلاف ہی اسکا جواب یادر یعصاب اسی صفحے
مین خود تحریر فرماتے ہین قرأ نافع بالتاء ونصب السبیل علی معنی ولتستوضح یا محمد سبیلهم
فتعامل کلا منهم بما یحق له فصلنا هذا التفصیل وابن کثیر وابن عامر وابو عمرو ویعقوب
وحفص عن عاصم برفعه علی معنی ولیستبین سبیلهم والباقون بالیاء والرفع علی
تذکیر السبیل نافع نے فعل کو بالتا و سبیل کو بالنصب اسلیے پڑھا کہ اے محمد تو انکی راہ ظاہر کریگا
اور جو کچھ احکام حق انکے بارے مین ہین انکے لیے کما حقہ تعمیل کریگا اسواسطے ہمنے تفصیل الآیات بیان کی
وابن کثیر وابن عامر وابو عمرو ویعقوب وحفص شاگرد عاصم نے فعل کو بالتا و سبیل کو سبیل اسلیے پڑھا کہ انکی راہ
ظاہر ہوگی اور باقیون نے فعل کو بالیا لیستبین کو لتستبین و سبیل کو مذکر بالرفع کہ انکی راہ ظاہر ہوگی انتہی
باقی یادر یعصاب جو واو لتستبین کو غلط فرماتے ہین اور اسکے ثبوت و سند مین مولنا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کا ترجمہ
دکھلاتے ہین تو ہم کہتے ہین کہ معاذ اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسکو غلط نہین ٹھہراتے بلکہ وہ تو اسی ترجمے کے
حاشیے مین یہ تحریر فرماتے ہین - نزدیک مترجم آنست کہ این واو زائد ست مثل واو وفتحت ابوابها اور

علامہ بیضاوی لکھتے ہین ویجوز ان یعطف علی علتہ مقدرۃ ای نفصل الایات لیظہر الحق
ولیستبین پس کوئی مترجم مسلم اسکو غلط کہتا ہی اور نہ معاذاللہ باطل ٹھہراتا ہی ہان بعض اسکو علتہ مقدرہ
پر معطوف قرار دیتے ہین اور بعض زائدہ موکدہ تجویز فرماتے ہین ولہما محل من لما لایخفی **قولہ** اصل عبارت
قرآنی مین بے شمار ردوبدل ہے کیونکہ کوئی قاری لتستبین کو لیستبین اور کوئی لیستبین
اور سبیل کو فعل لتستبین کا فاعل اور کوئی مفعول پڑھتا ہی ان بیانات قراءات سے نہ صرف تحریف عبارت قرآنی
پائی جاتی ہے بلکہ مضامین مین آسمان و زمین کا فرق ہی اگر قرار کے تمام قرآن اجتماع کیے جائین تو اسقدر اختلاف
عبارت پایا جائیگا کہ ایسی ردوبدل و تبدیل عبارات کسی کتاب مین نہین ہی **اقول** پادری صاحب کے
بڑے بڑے اکابر علما اس امر کو تسلیم کر چکے ہین کہ دنیا مین قرآن کے سوا کوئی ایسی صحیح الاصل و محفوظ المتن کتاب
نہین ہی جو اپنے زمانہ شیوع سے آجتک بلا ردوبدل ہوبہو بعینہ موجود ہو اور ان اختلافات قرار مین ذرہ
برابر بھی کوئی مضمون اصلی قرآن کا نہین بدلتا چہ جائیکہ معاذاللہ آسمان و زمین کا فرق پڑ جاے کیونکہ در حقیقت
یہ حضرات قرار بھی مفسرین قرآن کے مانند محال مختلفہ سے باحسن وجوہ اسکی تفسیر فرماتے ہین اور قراءات مختلفہ
سے بانواع متنوعہ نفس مطالب و اصل و مآل و مقصد مین سب ایک ہی مضمون ارشاد کرتے ہین عباراتنا
شتی وحسنک واحد لیکن پادری صاحب جو یہ لکھتے ہین کہ اگر قرار کے تمام قرآن اجتماع کیے جائین
تو اولاً قراءات کی جگہہ قرآن لکھتے ہین و ثانیاً جمع کی جگہہ اجتماع تحریر فرماتے ہین اور ثالثاً اس سے مطلق
خبر نہین رکھتے کہ ان قرار کی تمامی قراءات ہمارے یہان مدون ہو چکین اور شاطبی و نشر وغیرہ کتابین اسی
غرض سے تصنیف و تالیف ہوئی ہین اور انمین سب کی چھان بین و جانچ پرتال بخوبی ہو چکی ہی کہین سے
کسی طرح یہ ثابت نہین ہوتا کہ معاذاللہ ان قراءات متنوعات سے نفس مضمون قرآن بدل جاتا یا معاذاللہ
الٹ پلٹ جاتا ہی ہان پادری صاحب کی توریت و اناجیل البتہ ان محامد جلیلہ و اوصاف جمیلہ سے مملو ہین چنانچہ
اعجاز عیسوی وغیرہ رسالون مین کچھ اسکی قلعی کھولی گئی ہی پس پادری صاحب ایسا واہیات اعتراض کر کے ناحق
اپنا عیب کھلواتے اور فتنہ خوابیدہ کو جگاتے ہین سے چو تیر انداختی بر روی دشمن * چنان دان کاندر آماجش
نشستی **قولہ** سورۂ فاطر رکوع ۳ ولا تزر وازرۃ وزر اخری یعنی بجز لفظ اخری مثل تستبین التقیلہ ہی مستنبرات

ہین تا زا ایک مخرج سے ہین اسی سبب سے ثقیل ہے وہی حال تزد کا کہ جسکے سبب سے ثقیل ہے تندر کو بھی ثقیل
تصور فرمائیے **اقول** مستشزرات اس سبب سے ثقیل نہین ہر کما سیأتی اگر آپکے پاس اسکی کوئی دلیل ہو تو بیان
فرمائیے والا دعوی بے دلیل قبول خرد نہین اور جب اسکا اس سبب سے ثقیل ہونا باطل ہوا تو اسپر تزد و وازرۃ وزر
اور تندر کا متفرع کرنا بھی باطل ہوگیا کما لا یخفی و معہذا قال **ابو نواس** ساخذ من قولہما
طرفیہما واشربہا لا قارف **الوازر الوزر** اور تندر کو کوئی اسپر قیاس نہین کرسکتا کما لا یخفی
و معہذا قال **ابن احمر کما فی الصحاح** کودون لیلی من تنوفیۃ لماعۃ **تنذر**
فیہا النذر اور لفظ اخوی کو آپنے بیان مستثنی فرمایا ہو اور اپنے نسخہ مین اسپر بھی ایک دم مارا ہے
لیکن یہ نہ سوچا سے چراغی را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد **قولہ** سورۂ
بنی اسرائیل رکوع ۷ استفزز تو از حد ثقیل ہے **اقول** یہ دعوی بلا دلیل ہے کیف وقد قال **فی القاموس**
فزعنی عدل والفرد والظبی فزع والرجل یفز فزازۃ وفزوزۃ توقد وفلانا عن موضعہ فزا ازعجہ
والجرح یفز فزیزا سال وندی واستفزہ استخفہ **وفی الصحاح** وقعد مستفزا ای غیر
مطمئن وافززتہ افزعتہ وازعجتہ وطیرت فؤادہ قال **ابو الذیب** والدہر لا یبقی
علی حدثانہ شبب **افززتہ** الکلاب مروع **قولہ** اگر علامۂ تفتازانی کی عبارت کان
من قرب المخارج او بعدہا او غیر ذلک کو بنظر غور تصور فرمائیے تو اظہر من الشمس ہے کہ الواعہد ثقیل ہے
اقول عبارت علامہ تفتازانی کو بخوبی غور کیا اس سے ابین من الامس ظاہر ہوا کہ الواعہد غیر ثقیل ہے
وشواہدہ قدمر **قولہ** اور علامۂ تفتازانی نے بیان کیا ہو کہ بعض علما کا ظن ہو کہ مستشزرات اس
سبب سے ثقیل ہے کہ شین تا و زا کے درمیان ہو سورۃ الروم رکوع ۳ تنتشرون سورۃ الانعام رکوع ۹
تُشرِکونَ انمین شین تا اور را کے درمیان ہے اور را و زا کا ایک مخرج ہو الی قولہ مطابق اسکے یہ دونون مستشزرات
کے مانند ثقیل ہین **اقول** علامۂ تفتازانی نے اس ظن کو رد کیا ہو نہ کہ اسکو معتبر سمجھکر بیان کیا ہو کما قال
فی المطول زعم بعضہم ان منشأ الثقل فی مستشزرات ہو توسط الشین المعجمۃ التی ہی
من المہموسۃ الرخوۃ بین التاء التی ہی من المہموسۃ الشدیدۃ والزاء المعجمۃ التی ہی

من المجہورۃ ولو قال مستشرف لزال ذالک الثقل وھو سھو لان الراء المہملۃ ایضاً من المجہورۃ فیجب ان یکون مستشرف ایضاً متنافراً بل منشأ الثقل ھو اجتماع ھذہ الحروف المخصوصۃ انتہی پس بنا بر اسکے تَتَشَرَّفُوْنَ و تُشْرِكُوْنَ وغیرہ کوئی ثقیل نہین کما لا یخفے متعذا مین نے انکے شواہد و نظائر بھی فصحاے عرب عرباء سے نقل کردیے ہین فتذکر **قولہ** مولانا غیاث الدین نے جمع علم وصدق قول کی مثالون سے قرآن کی ثقالت کما حقہ ظاہر کرکے علماے دین محمدیہ کے لب بند کردیے سورۃ البقرۃ رکوع ۳۴ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ سورۃ المائدۃ رکوع ۸ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ سورۃ الانفال رکوع ۲ [illegible] سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ اُضِیْعُ عَمَلَ سورۃ الحجر رکوع ۲ نَحْنُ نُحْیٖ سورۃ النساء رکوع ۱۳ فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ یہ تمام الفاظ قرآنی جمع علم وصدق قول کو جو مولوی محمد غیاث الدین نے مثال دی ہے اسکے مانند ہین **اقول** افسوس ہے کہ مدت سے پادری صاحب مشن کا کام کرتے ہین لیکن اب تک غیاث اللغات کا مطلب بھی نہین سمجھ سکتے کیونکہ مولوی غیاث الدین رام پوری نے غیاث اللغات مین بتحقیق لفظ فصاحت یہ لکھا ہے فصاحت کشادہ سخن شدن و تیز زبانی و خوشگوئی از منتخب و باصطلاح معانی کلام ست از الفاظ کہ بر زبان زود بلغزد باشد و از ضعف ترکیب کلمات یعنی ترکیب غیر مانوس و الفاظ ثقیل و درشت و اجتماع دو حرف از یک جنس کہ موجب ثقل ست چنانچہ درین الفاظ جمع علم و صدق قول کہ در عین و دو قاف جمع شدند و الفاظ غیر مانوس و لغات مشکلہ کذا فی مختصر المعانی و دیگر رسائل انتہی اسکی اور قیود کو تو پادری صاحب بالکل بھول گئے لیکن جملہ اخیرہ کی فقط دو مثالون پر بھولکر قرآن شریف کی ثقالت ثابت کرنے لگے اور یہ نسمجھے کہ مولوی غیاث الدین صاحب نے یہ زبان فارسی کیلیے لکھا ہے کیونکہ حرف عین و قاف حروف مخصوصہ عربیہ سے ہین کہ فارسی مین ہرگز نہین آتے چنانچہ مولوی روشن علی قواعد فارسی مین لکھتے ہین ؎ ہشت حرفست آنکہ اندر فارسی نایدہمی ٭ تا نیاموزی نباشی اندرین معنی معاف ٭ بشنو از من تا کدام ست آن حروف و یادگیر ٭ ثا و حا و صاد و ضاد و طا و ظا و عین و قاف ٭ اور پھر یہی حضرت خواص حروف تہجی مین لکھتے ہین و ہمچنین اگر عین در کلمۂ فارسی یافتہ شود در اصل الف بودہ کہ بتغیر لہجہ عین خوانند اور حرف قاف کے بیان مین لکھتے ہین این حرف در فارسی نیامدہ و اگر یافتہ شود در اصل غین بود یا کاف چون قالیچہ و قلندر انتقال آن امانند معرب کردست انتہی پس زبان فارسی کی یہ غایت درجہ کی فصاحت و نہایت مرتبہ کی بلاغت ہے کہ اس مین الفاظ

زبان غیر نہ آوین چنانچہ شاہنامہ طوسی اسی صنعت کے سبب سے بے مثل ہو رہا ہے پس جب فارسی زبان مین کوئی حرف عربی کا آویگا تو ضرور اسکی سناجت فصاحت کو گھٹا ویگا خصوصاً اُس حال مین کہ بموجب یک نسند دو شد کی دو دو حرف اکٹھا آجاوینگے تو بیشک اُسکو مرتبہ فصاحت سے گرا دینگے اسی بنا پر مصنف نے یہ سب لکھا اور اسی لیے فقط انھین دو مثالون پر اکتفا کیا کیونکہ انکے ماسوا مین یہ ترکیب بلا تردد جائز ہے دیکھیے شرف الدین بخاری لکھتے ہین ؎ بین بآن نیم من کہ بماند ٭ پای شوید ہر انکہ می داند + اور حضرت خواجہ حافظ فرماتے ہین ؎ شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند ٭ زین قندِ پارسی کہ بہ بنگالہ میرود + اور غنی کہتے ہین ؎ چشم کرم مدار ز شاہان کہ جز ندہ ٭ آئینہ خلقے ز سکندر نیافتہ است + اور میرزا صائب لکھتے ہین ؎ ما جاب آلود گان ز اجرات پروانہ نیست ٭ گرد سر گردیدنِ ما گردِ دل گردیدن ست + اور علی حزین فرماتے ہین ؎ چرا بارِ دلِ نازک کنم نازِ طبیبان را ٭ کہ آن لعلِ مسیحا دم مرا بیمار نگذارد + اور حضرت سعدی ارشاد کرتے ہین ؎ اطفال پند و ہر دو درویش ٭ خرما بخور رند و زر نباشد + اور میرزا قتیل شجرۃ الامانی مین لکھتے ہین فصاحت کلمہ خالی بودن لفظ ہست از غرابت چون ملماس یعنی مسلم و عقیان بمعنی زر و سرحان بمعنی گرگ و دیگر اصطلاح و محاورہ یک لفظے کہ در استعمال نباشد و تنافر حروف وآن جمع شدن حروف ثقیلہ ست چون ہنخع یعنی چراگاہ و بیشہ وار زینفارسی انتہی اور پھر عربی و فارسی دونون مین جب ایسے قریب المخارج حروف مکرر و متوالی یعنی متعدد پے در پے واقع ہون تو البتہ وہ عیب سمجھے گئے ہین و الا دو ایک لفظ مخل بالفصاحۃ نہین ہین دیکھیے مطول مین لکھا ہے والتنافر ان یکون الکلمات ثقیلۃ علی اللسان فمنہ ما ھو متناہ فی الثقل کقولہ ؎ ولیس قرب قبر حرب قبر + وقبر حرب بمکان قفر + ومنہ ما دون ذلک مثل قولہ ای ابی تمام ؎ کریم متی امدحہ امدحہ والوری معی واذا ما لمتہ لمتہ وحدی + قال المصنف رح فان فی امدحہ ثقلا لما بین الحاء والھاء من القرب فلعلہ اراد ان فیہ شیئا من الثقل فاذا انضم الیہ امدحہ الثانی تضاعف ذلک الثقل وحصل التنافر المخل بالفصاحۃ انتہی اور مستطرف فی کل فن مستظرف مین لکھا ہے ومن المستحق فی الالفاظ تباعد مخارج الحروف فاذا کانت بعدۃ المخارج جاءت الحروف متمکنۃ فی مواضعھا غیر قلقۃ ولا مکدودۃ والمعیب من ذلک کقول القائل ؎ لو کنت کتمت الحب کنت کما + کنا وکنت ولکن ذاک لم یکن + وکقول

بعضہما ایضاً ؎ ولا الضعف حتی یبلغ الضعف ضعفہ + ولا ضعف ضعف الضعف
بل مثلہ الف۔ اور میرزا قتیل شجرۃ الامانی مین لکھتے ہین تضاد در کلام ار آشگی عبارت بالفاظی ست کہ دران
تنافر حروف راہ نیا شد یا خود متنافر نباشد مثال آن از علم و عمل علم عزت بر افراشتہ دیگر قلعہ قلوب قدریان قافلہ
قرب از قشون قلق آنقدر وہ قدح پیمایان قرابۂ قرب قادر ذوالمنن و دست تاسف عنان نشاط از کف اختیار ہا
گردگان صحرای اشتیاق قامت آن بریق قین خراب بر سراست اور پادری صاحب کی مستند مولوی غیاث الدین احمد
غیاث اللغات مین بضمن تحقیق لفظ تنافر تحریر فرماتے ہین تنافر نفرت نمودن و گریختن ست و باصطلاح علم معانی اجتماع
الفاظی چند کہ بلفظ آنہا ثقیل باشد و ازان طبع نفرت گیرد چنانچہ صدق قول چنانچہ عمارت توران و خصوصاً کہ یکدم
امزاد و سہ بار گویند چنانچہ این الفاظ خواجہ توجہ تجارت میکنی انتہی اور با این ہمہ فصحا و بلغا کے کلام مین ایسی
تکرار مکرر و متوالی بھی آئی ہے فارسی مین طوطی ہند امیر خسرو دہلوی فرماتے ہین ؎ بیچارہ خسرو خستہ را خون بیختن
فرمودہ است ٭ بخلقی بمنت یک طرف آن شوخ تنہا یکطرف + اور حضرت جامی فرماتے ہین ؎ در اصلاب اشرف
کرام رہم قدیم ست ٭ کریم ابن الکریم ابن الکریم ست + و فی العربی قال الشاعر ؎ رأیت صبیا علی
قصیر یجل المبدی والہلالا + فقلت ما اسمک فقال لولو فقلت لی لی فقال لالا + و قال
الشیخ عبد القادر الجیلی رح ؎ کفاک ربک کم یکفیک واکفۃ + کفکافہا کمین کان
من کلکا + تکر کرا لکر فی کبد + تحکی مشکشکۃ کلکلک لکلکا + کفاک ما بی کفاک لکاف
کربتہ + یا کوکبا کان تحکی کوکبا لفلکا + و قال امرء القیس ؎ غموص غضو من الحجل لوانہا مشت +
بسعد باب السبسبین لکلا نفصل + الا لا الا الالا الا لا لاء لابث + و لا لا الا الا الا لا لاء من رحل +
فکم کم و کم کم ثم کم کم و کم کم + قطعت الفیافی والمہا منہ لو امل + و کاف و کفکاف و کفی
یکفہا + و کاف کفوف الودق من کفہا انہمل + فلو لو و لو لو ثم لولو و لولو + دیار دار سلمی
کنت اول من وصل + و فی فی و فی فی ثم فی فی و فی فی + و فی وجنتی سلمی اقبل لو امل + و سل سل
و سل سل ثم سل سل و سل و سل + و سل دار سلمی والربوع فکم اسل + و شغل و شغل و شغل ثم
شغل عشغل + علی حاجبی سلمی یزین مع المقل ٭ پس ان سب سے یہ ثابت ہوا کہ امر فصاحت و منافرت

قرب المخارج و بعد المخارج کی تکرار و توالی وغیرہ پر موقوف نہین ہے بلکہ اسکا مدار فقط اہل لسان کے اذواق صحیحہ پر ہے جسکو وہ فصیح سمجھین وہی صحیح ہے اور جسکو وہ مخل و منافر جانین وہی قبیح کما قال العلامۃ الچلپی فی حاشیۃ المطول وقد صرح ہناک بان عدۃ الذوق الصحیح ثقیلا المتعسر النطق فہو متنافر سواء کان من قرب المخارج او بعدہ او غیر ذلک اور اسمین کوئی شبہہ نہین کہ عرب عرباء نے اس کیسے متعسر صنہ پادری صاحب کو صحیح کہا اور انکے فصحا و بلغا نے بجسب اذواق صحیحہ اپنے اسکو فصیح سمجھا ہے کما قال طرفۃ وان شئت سامی واسط الکور راسہا ٭ وعامت بضبعیہا بجاء الحفید ٭ وقال ایضاً ع وان یقذفوا بالقذع عرضک اسقہم ٭ بکأس حیاض الموت قبل التہدد ٭ وفی الحماسۃ لا یحمل العبد فینا فوق طاقتہ ٭ ونحن نحمل ما لا تحمل القلع اب پادری صاحب کے لب بند ہوگئے کہ پھر کھل نہین سکتے اور بمقابل ان ادلہ قاطعہ و براہین ساطعہ کے قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت پر آ وہ کچھ سخن نہین آ سکتے وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا فالحمد للہ واللہ اکبر کبیرا **قولہ** فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ وَحَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ اگر عبارت قرآنی سورہ عنکبوت رکوع ۳ فما کان جواب قومہ غیر ان قالوا لبعضہم بعضا اقتلوہ و حرقوہ فانجاہ اللہ من النار ہوتی تو از روی قاعدہ فصیح ہوتی **اقول** معلوم نہین وہ کونسا قاعدہ ہے جس کی رو سے یہ عبارت غیر فصیح ہوئی اور وہ کونسا قاعدہ ہے جس سے مطابق ہو کر یہ آپکے نزدیک فصیح ٹھہری کاش اگر آپ وہ قاعدہ بھی تحریر فرماتے تو ہم اسکی بہار بھی دکھا دیتے واذ لیس فلیس اور جس قاعدے سے یہان آپنے بزعم خود عبارت قرآن کی اصلاح کی ہے وہ خود غلط الاغلاط انشا غلط ہے کیونکہ لفظ بعض لفظاً و معناً مفرد ہے پھر معلوم نہین کہ اسکے لیے آپنے قالوا صیغہ جمع کس قاعدے سے تجویز فرمایا اور صفحہ ۵ مین جو یہ لکھا ہے کہ علم عربی مین نہایت وسعت و بسطت ہے یعنی واحد کا صیغہ واحد کے لیے تثنیے کا صیغہ تثنیے کے لیے جمع کا صیغہ جمع کے لیے یہ سب موجود ہین اسکو یہان کیون فراموش کیا سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد **قولہ** اہل اسلام نے سورۃ الذاریات وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا الخ کو فصحاے عرب سے ایک کے روبرو پڑھا تو سورۃ الذاریات کے مقابلے مین والباذوات ذرعا فالحاصرات

حصرا فالذاریات قمحا فالطاحنات طحنا فالخابزات خبزا فالثاردات ثردا فاللاقمات لقما
اهالتہ وسمنا ولقد فضلتم علی اهل الوبر وما سبقکم المدر ۔ کو پڑھا الی قولہ ابوبکر یہ سنکے
انگشت تاسف و حیرت دانتون سے کاٹنے لگے اور تمام مسلمانون کے لب بند ہوگئے **اقول** قرآن شریف
کے مقابلے مین فصحاے عرب کے جو عجز و تواضع بالتواتر منقول ہین وہ سب اوپر مذکور ہوئے کہ وہ سب مقابل سے
عاجز آگئے اور باوجود عربیت خالصہ و محنت شاقہ و مخالفت تامہ کے بھی کچھ نکر سکے پھر جو پادری صاحب یہ
مہمل عبارت قرآن شریف کی بمثل آیتون کے مقابلے مین پیش کرتے ہین تو پہلے انکو اپنے منقول عنہ کا
نام لکھنا ضرور تھا کہ کس مورخ و محقق نے یہ قصہ لکھا ہی تاکہ اسکی تنقیح و تنقید کیجاتی خیر اب پادری صاحب کو
یہ بات سمجھائی جاتی ہی کہ یہ بالکل مفتری و مہمل ہے کیونکہ اس قصے مین آپ لکھتے ہین کہ ابوبکر رضہ یہ سُنکر
انگشت بدندان ہوکے متاسف ہوے اور یہ آجکل کے مسلمانون کو البتہ نصیب ہے ورنہ اُس زمانے مین
اگر کوئی صاحب اسمین کچھ لب ہلاتے تو حضرت ابوبکر رضہ اُنکا ایسا لب بند کردیتے کہ پھر وہ کبھی لب ہلا سکتے
و ثانیاً یہ کلمات بالکل واہیات از قبیل مہملات ہین کیونکہ کسی مین اُنکے صلے غیر مربوط ہین اور کسی مین
اُنکے متعلقات غیر مضبوط اور کہین قسم ہے تو جواب مفقود اور جواب ہی تو قسم غیر موجود اور کہین ضمیر ہے
تو مرجع نہین اور مرجع ہی تو وہ اُسکا موقع نہین اور کہین ضمیر مخاطب ہے تو مرجع غائب اور مرجع متکلم ہی تو
ضمیر مخاطب اور پھر ان صنائع و بدائع کے سوا روح کلمات یعنی نفس مطلب کا کچھ پتہ ہی نہین لیس اسیقدر
اس عبارت کو قرآن شریف کی بمثل عبارت سے کیا علاقہ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہمارے علماے مصنفین
علماے محققین نے بے مثلیت قرآن مین جو تحقیق و افادہ فرمایا ہی پہلے آپ اُسکو ملاحظہ کرلیجیے تب معارضہ
قرآن کا دم بھریے حضرت یہ ایسا مشکل کام ہی کہ عرب عربا بھی اسمین عاجز آئے اور لیس هذا من کلام
البشر کے سوا کچھ نہ کہہ سکے ہیچ ہیچ است پیش لب یار کہ جان پرور ست + ہر کہ زند دم ز مسیحا خر ست +
قوله سورة البقرة رکوع ۱۷ سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا
عَلَيْهَا کو جواب دیا یعنی اب کہینگے بیوقوف لوگ کاہے پر پھر گئے مسلمان لوگ اپنے قبلے سے جس پر تھے
تو یہ مقام غور و انصاف طلب ہے کہ یہود کی اطمینان کلّی اس جواب سے ہوئی یا نہین **اقول** یا درکھیے

جب اپنے عیسائی مذہب کے اعتراضات کرنے کرتے تھک گئے تب یہود اون کے وکیل بنے خیرے یا سو
فرق نیست میانِ دو ابروت ٭ خوش مصرعی بمصرع دیگر رسیدہ است - ای حضرت پادری صاحب جن یہودیون
کو ذرا بھی عقل و وقوف تھا وہ اسکے بعد کے جملے قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
کو سُنکر دم بخود ہوگئے اور اُنکو اس سے اطمینان کلّی ہوگیا کہ قادرِ مطلق و فاعل مختار کو اختیار ہے جدھر چاہے
اپنے بندون کو پھیر دے اور جبتک جدھر چاہے اُدھر نماز پڑھنے کا حکم فرماوے پس سولہ ستر‌ہ مہینے تک
مشیت ایزدی اسی کی مقتضی رہی کہ لوگ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھین اور اُسکے بعد یہ حکم ناطق ہوا
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پس جو سچے مسلمان و فرمانبردار تھے اسکو سُنتے ہی بلا ردّ و کدّ کعبے
کی طرف پھر گئے اور جو آپکے مانند راہ ہدایت سے دور پڑے تھے وہ بھٹکتے پھرے کما قال اللہ تعالیٰ
وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ
وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ
بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

سورۂ بقرہ رکوع ۱۶ پارہ سیقول ۱۲

تمت وباسمك اللهم ختمت

شد ختم بر حدیثِ تو آخر بیانِ ما
باشد نگینِ نامِ تو مُہرِ دہانِ ما

کتبہ ابو محمد عبد اللہ غفر لہ
۱۳ - رجب سنہ ۱۳۰۹ مقام کلکتہ

خاتمۃ الطبع

بعون اللہ المنان یہ رسالۂ ہدایت مقالہ موسومہ بہ البیان لفصاحۃ القرآن ماہ صفر سنہ ۱۳۱۰ ہجری
مقدسہ کو مطبع انتظامی واقع کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی مرحوم مین انتظام نیاز مند بارگاہ رب صمد
محمد عبد الواحد سے بحلیۂ طبع آراستہ ہوا